من یؤت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً
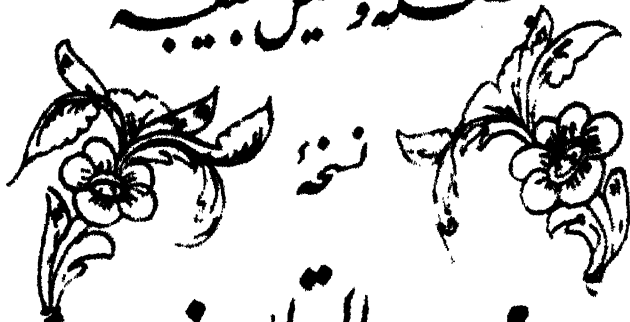
بفضلہ وطفیل حبیبہ

نسخۂ

محبوب المقال فی منطق الاقبال و عرشیہ

١٣٠٥ھ

مصنفۂ

کمترین انام ابو الخیر محمد عبد السلام عرشی

مطبع سکندری واقع گولی گوڑہ حیدرآباد دکن مین مطبوع ہوا

اور جب مین نے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
پر غور کیا یہہ کہنا بھی مجھ پر فرض ہو گیا کہ وہ تمام دعائین اور شکر گزاریان جو
جوش مسرت مین سرکار عالی کے شفاخانون مین صحت پانیوالے بیمارون
اور عدالت مین ڈگری لینے والے مستغیثون مظلومون مدارس مین علم حاصل کرنیوالے
شاگردون تلمیذون جدا جدا علاقون سے تنخواہ و جاگیر پانے والے
ملازمون منصب دارون جاگیردارون جزوی محصول ادا کر کے بہت
پیداوار اُٹھانیوالے مزارعون اور بے کچھ ٹکس ادا کئے نفع کمانیوالے تاجرون
ڈاک خانون سے دوستون عزیزون کی خیریت عافیت کو معلوم کرنیوالے
رشتہ دارون - جیل خانون سے صنعت و حرفت کی بے مزد تعلیم پاکر
رہا ہونیوالے قیدیون مسجدون مین نماز پڑھنے والے مصلیون سراؤن
مین تھکے ماندے منزل چلے ہوئے آرام لینے والے مسافرون - کورٹ
آف وارڈس مین پرورش پانیوالے یتیمون تفریح گاہون مین کھلے بندون
سیر کرنیوالے خوش باشون کشادہ پختہ صاف ستھری ٹھنڈی سڑکون
پر دن رات سونا چاندی اُچھالتے پھرنیوالے راہ چلتون - بے کچھ گرہ سے
دئے ان مصفا نہرون سے [illegible] مقطر پانی پینے والے پیاسون علیٰ ہذا

اور ہزار ون لاکھون ہر مذہب وملت کے آزادیون سے بسر کرنیوالے
انسانون کے صمیم دل سے اُنکے اُن خوش ہونے والے وقتون حالتون
مین نکلا کرتی ہین یہ سب کے سب حضور نظام ظل اللہ میر محبوب علیخان
فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ لازالت شموس دولتہ طالعۃ
اور مدار المہام ہز اکسلنسی فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک سر وقار الامرا بہادر کے سی۔ ائی۔ ئی ادام اللہ
اقبالہ واجلالہ کی طرف عاید ہین کیونکہ شاہ دکن ہامن انام ہے جو مامن انام ہے وہ مورد محمدت و
سپاس ہے۔ پس شاہ دکن مورد محمدت وسپاس ہے۔ اور کیونکہ مدار المہام مصدر
امن عام ہین۔ جو مصدر امن عام ہے مورد شکر ومنقبت ہے۔ پس مدار المہام مورد
شکر ومنقبت ہین اما بعد کمترین انام ابو الخیر محمد عبد السلام عرشی ابن مولوی حکیم
جمال الدین احمد مرحوم نوّر اللہ مرقدہ بنور المغفرۃ والرضوان وادخلہ
بحبوحۃ الجنان ناظرین باتمکین کی خدمات عالیات مین گزارش کرتا ہے
کہ اردو مسلمانی زبان ہے۔ اوسکو اسلامی دنیا نے ایجاد کیا اور جو کچھ ہندوستانی
مسلمانون نے اوسکو کچھ اسطرح دانتون پکڑ رکھا جو قابل ہزاران ہزار آفرین ہے
اسکی سی ایجادی شرافت و بزرگواری نہ عربی کو ہے نہ فارسی کو نہ ترکی کو

نہ پشتو کو۔ ان سبکے اسلامی اور خاص خاص بزرگیون سے مخصوص ہو نہین
کلام نہین مگر اردو اور ہی چیز ہے۔ مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْكُوفَةِ بَنَاهَا الْمُسْلِمُونَ
وَكَمَنْطِقٍ اَتْقَنَهَا وَاَحْكَمَهَا الْاِسْلَامِيُّونَ با این عجائب اتفاقات ہے کہ
کہ یہ بے زبان بطن مادر سے زیب دو آغوش دایہ نہ ہوئی تھی کہ بے پدر
و مادر ہوگئی سلطنتین اجڑ گئین تاجورون کے تخت و تاج تاراج ہوگئے
یہ بیکس دامان مادر سے چھوٹ کر دل بہلا دینے والی دایہ کے
گود مین پڑگئی شاعرون فسانہ نگارون نے اپنے طور پر پرورش کی
اپنا سا اٹھان اٹھایا اوس کے طرز ادا اور مطلب کو بھی شاعرانہ بنا دیا۔ یہانتک
کہ اب جسم علمی تقریرین کرنا چاہتے ہین تو وہ الفاظ ہی نہین پاتے جس مین گفتگو
کرین ناچار زبان غیر کے الفاظ مصطلحہ کے محتاج ہوتے ہین اور سننے والے
غیر زبان کے الفاظ ہونے سے اصل مطلب کو نہین سمجھتے [1]

---

[1] اس مقام پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ ایسا کہنا اوس وقت روا ہوتا جب تم اپنی کتاب مین اردو الفاظ کے مصطلحات شمار کرتے بخلاف اس کے جب تم نے عربی ہی الفاظ کا استعمال کیا ہے تو زبان غیر کے الفاظ مصطلحہ کو نہ سمجھنے والے اردو کے علمی ہو جانے پر بھی ویسی ہی نافہمی مین رہینگے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب علوم اردو مین منضبط اور ان کی اشاعت ہوگی تو بمجاز الفاظ مصطلحہ زبان غیر کا استعمال بکثرت ہو کر اون اصطلاحی لفظون کا مفہوم بھی اوس اصطلاح قابلہ ترجمہ مین آ جائیگا جیسے اردو لغات کا آتا ہے۔ اوسوقت الفاظ زبان غیر بھی اردو ہی کے سمجھے جاوینگے۔ اور بقید تقریر کے وقت وہ [illegible] نہ ہوگی جس کا ہم نے ذکر کیا۔ ۱۲ منہ

تقریر۔ تحریر۔ تدریس۔ تصنیف۔ جو زبانون کے ارکان وعناصر ہین
دس مین سے تقریر کو ہند کے مسلمانون نے جاری رکہا۔ اور باقی تینون
متروک ہو گئے تحریر فارسی مین تدریس و تصنیف عربی مین ہوتی رہی۔ پھر
انگریزی مین ہونے لگی۔[1] مگر چند روز سے سلطان دکن نے جو امیر المومنین
وخلیفۃ المسلمین اہل ہند مین اوسکی ولایت کو منظور فرما کر رکن دوم یعنی تحریر
کو بھی اردو کر دیا دفتری زبان بھی اردو ٹھہرائی رہی تدریس و تصنیف
یہ خاص علما کا کام ہے۔ البتہ سرپرستی کی ضرورت ہے وہ اوسوقت ہو گی

---

[1] اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ جب کوئی زبان کسی وجہ سے کسی زبان سے مغلوب ہوئی تدریس و تصنیف زبان
غالب مین ہونے لگتی ہے جیسے اردو عربی سے اس سبب سے مغلوب ہوئی کہ دین یعنی دین اسلام نازل ہوا
اور ترجمہ نہو سکنے والی چند عبارتین عربی مین پائی گئین جیسے قرآن مجید و احادیث صحیحہ) اور
تصنیفات قابل تدریس و تفتیش و تصنیف عربی مین کثرت سے تھے۔ عربی ادا ہی [illegible] کی لایق ہوئی
تو اردو نے مغلوب ہو کر تدریس و تصنیف کا کام عربی کے حوالے کیا بعد چندے انگریزی حاکم وقت
کی زبان اور اوس مین بیان علوم بطرز جدید ہونے سے اردو مغلوب ہو گئی اور تدریس و
تصنیف کو انگریزی کے حوالے کیا۔ بہرحال عربی و انگریزی دو ایسی غالب زبانین رہ گئی ہین
جس کے میدانون مین شہسواران علم کے گھوڑے بہت دوڑا کرتے ہین [illegible] ہمکو اسکا سخت
رنج ہے رنج تو کچھ نہین ہم نے سمجہا کہ ہمکو عربی و انگریزی پر رشک ہے لا والہ [illegible] اس کا رنج ہے کہ اردو
کے عوام اس گھوڑ دوڑ کے تماشے سے محروم ہین اور اس سے [illegible] اسلام ہندوستان جہالت مین
رہکر اور وہابیت مین مبتلا ہین خالی [illegible] رسوم مذموم [illegible] باطلہ [illegible] وغیرہ سے
(جو منطق کی رو سے سفسطہ باطلہ ہین) [illegible] ان برائیون مین پھنسے پڑے ہین جنکی وجہ سے
اونکی تنزل [illegible] کی شکل [illegible] ہوئی۔ فیا اسفی علی ذلک و واویلا اگر عوام [illegible] تو [illegible]
اور دیگر بزرگان دین کے فیض صحبت سے قوم کی حالت اچھی [illegible] کی اصلاح کرتے تو مسلمانون کی یہ تنزلی حالت
نہوتی۔ خداوند کریم حضور نظام [illegible] نواب [illegible] کو اسکی خبر پہنچنے کی اور زیادہ توفیق دے تا ہندوستان [illegible]
[illegible] سلطان حال جو فخر سلاطین دکن [illegible] فرما کر اپنے احسان کا بار مسلمانون کے گردنون پر ہمیشہ کے لیے [illegible]

جب کتب قابل درس ہدست ہون۔ اس ساری تقریر کا ماحصل یہہ ہے
کہ علما اپنا کام شروع کرین اور کتابین تصنیف ہونے لگین اور اجتہاد کی
ضرورت شدید ہو گئی ہے۔ اہل دکن سے لیاقتون کی ایک نا جایز مدتہری جاتی
ہے کیونکہ اردو مین جسقدر تصنیفات ہین وہ اوسپر حاوی ہوکر اور زیادہ
نہین پاتے ہین تو قدر موجود کو تحصیل کی حد ٹہراتے ہین حالانکہ قدر موجود زبان
اردو کوئی چیز نہین علوم بے انتہا ہین اور اوس مین سے بھی جسکے تعلیم کا رواج
ہے اوس قدر بھی اس سب علم زبان مین نہین تو مین نہین جانتا کہ اس سے زیادہ

ف کہین یہ نہ سمجہنا کہ ترجمہ سے یہ مقصد حاصل ہوگا معاذ اللہ میری ایسی رائے نہین مین اس فیصلہ ضروری کو کوئی وقت جائز
نہین رکہتا کیونکہ مصنف جس اسلوب پر بیان کرتا ہے وہ خاص اوسی زبان مین پسندیدہ اور قریب الفہم ہوتا ہے جس زبان مین
اوس نے تصنیف کی بخلاف اسکے مترجم جس زبان مین ترجمہ کرتا ہے اوسکا اسلوب اوس سے ہرگز نہین ملتا اسوقت اگر وہ اصل تصنیف
کی پیروی پر چلیگا تو مطلب خبط ہو جائیگا۔ اگر اپنی زبان کا طریقہ اختیار کریگا تو اصل مطلب فوت ہوگا ماحصل وہ مصنف مطالب
جس طرح سمجہتا ہے مترجم نہین سمجہتا اوسکو صرف لفظ کی جگہ لفظ بٹہانا آتا ہے اور رہی ادا کا کمال یہ خصوصاً جسوقت آ پڑتا ہے
جب ملا کر لفظون کو ترجمہ کرکے اپنا [illegible] آگے ترجمہ جاتا ہے لیکن مصنف ایسا نہین کر سکتا اوسکو ضرور ہوتا ہے کہ نفس مطلب کے اچہی
طرح سمجہا دینے سے بحث کرے قریب الفہم جانے اوس مین ادا کرے بہ مفہوم کا تابع کرے اور لفظون کا پیرو لفظ اسکے تابع ہین اور اوسکے مترجم
بیان اپنے مضمون کو اپنی زبان مین ادا کرتا ہے اور وہ دوسرے کے مطلب کو اپنے منہ سے۔ بولنا ہی ہوا اپنے مطلب کو اپنی زبان مین
ادا کرنے والا جس خوبی سے ادا کریگا دوسرا نہ کریگا بعد اوسکے یہ نہین کہ ترجمہ کسی ضرورت سے کیا جاتا ہے کیونکہ ہر مطلب اوس شخص کا
مال ہے جو اوسکو ایسا سمجہا ہو جو حق ہے کاہی اور بعض آپ ہی سے مضمون کسی پر وہ کیفیت طاری ہو تو اوسکو چاہیئے کہ اوس مطلب کو
اپنی زبان مین ادا کرے اور قابل اصلاح مین توسط کرے تو نہ کہے تا وہ شاید حجابت بجا ہین۔ گفتگو سے بات نہ تقریر ہو اسطرح
پیدا ہی ہے کہین زیادہ اثر بخش ہو دوسرے مضمون کو جس طرح نہ بھی سمجہا ہو تو نہین سمجہیگا اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم خدا کا کلام اوسکی
زبان مین سن سکتے تو ہرگز رسول کے محتاج نہ ہوتے مگر مجبوری ہے اور جہان ایسی مجبوری نہ ہو بلکہ خاص مصنف کی زبان
سن سکتے ہون تو مترجم کی ضرورت کیا ہے۔ کیا ضرور ہے کہ غیرون کی بولی بولین کیون نہین ایسا ہو کہ آپ ہی اپنے موتی
رولین دو زبانون مین ایسے کتنے لفظ ہین جو ہر ایک دوسرے کا جدا جدا جواب ہو مین جیسے ایک سیر کا باٹ دوسرے
سیر کے باٹ کا از روی وزن عین ہے اور جب نہین تو پہر اس تکلیف سے کیا فائدہ ہے ۱۲ منہ

بھی وہ کون ضروری کام ہوگا جو کیا جائے اور قوم و ملک کی تباہی اپنی آنکھوں
دیکھی جاسے میرا قول مسکت ہے عالم بے تلمیذ و تصنیف کہیں زیادہ بخیل و مورد ملامت
ہے ان دونوں کے حال میں بڑا فرق ہے اساک مال سے مال محفوظ رہتا ہے
اور اساک علم سے علم جاتا رہتا ہے۔ اس کے اسراف سے اُس میں کمی ہوتی ہے
اور اس کے اسراف سے اس میں زیادتی افسوس ہزار افسوس ان لوگوں پر جو علوم سے
قوم کو محروم کرتے ہیں اور اپنے علم کی کمی کے خود ہی باعث بنتے اور اپنے ہاتھ
سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں اور مرا خندہ دار آخرت سے نہیں ڈرتے[1]
اگرچہ میں عالم نہیں بلکہ علما کی خاک پا کا شرف بھی مجھے میسر نہیں مگر یہی ایک خیال

---

[1] کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی کالج تمیں علوم و فنون سے بے بہرہ رہنے ہی کے لیے بنائے گئے ہیں
یا ان میں [illegible] تعمیر کا [illegible] بھی ہو سکتی ہے [illegible] اللہ [illegible] میں وہ فرماتا ہے
لا یغیر اللہ ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم اور ہندوستانی مسلمانوں نے بے علمی سے اپنی حالت متغیر کر دی
اور اقبال ادبار سے بدل گیا جب تک وہ [illegible] علوم [illegible] میں تھے اور ان کے [illegible] میں علمی حالت قائم
تھی بعد جب کہ انہوں نے اپنی زبان مادری علوم ان کے غیر [illegible] حالت [illegible] متغیر ہو گئی۔ اور اس تغیر کے بھی یہی باعث
ہوئے۔ زبان کے بدلے میں [illegible] گو حالت کے بدلنے میں خرابی پیدا ہوئی اگر اپنی زبان [illegible] میں علوم کی تحصیل بھی
کرتے تو [illegible] تغیرات سے محفوظ رہتے مگر اب بھی سویرا ہے اگر اس وقت بھی آنکھ کھل جائیگی اور علوم مرتبہ کر اپنی زبان
میں کر لیں گے اور [illegible] طور پر اس کو ترقی دیکر اس کے مالک بن جائیں گے تو ان کی کامل حالت [illegible]
کر لی جا سکے [illegible] اب [illegible] ہندوستانی مسلمان [illegible]
[illegible] کی صورت [illegible] باعث سمجھا جائیگا ان کی [illegible]
[illegible] جائیگا۔ اور میں نہایت بے چینی سے اس [illegible]
ہوں [illegible] کے عالم ہونے [illegible] اردو زبان کے علمی بننے کے بعد [illegible]
ایک [illegible] حاصل کریگا۔ [illegible]

وہ تمام حکام ملک نظام جن کے ہاتون تعلیم ملک کی لگام ہے اسکے
ضرورتون کے قایل ہین مسٹر ہاڈسن پرنسپل صیغہ تعلیم مدرسہ عالیہ عالیجناب
نواب فخر الملک بہادر معین المہام اور عالیجناب ہز اکسلنسی نواب مدار المہام
بہادر وغیرہم اپنی اپنی اسپیچون مین دینیات اور علوم قدیمہ کی شدت احتیاج
کو تسلیم کرتے ہین خود حضرت ظل سبحانی یون دُرافشانی فرماتے ہین کہ
علم بے پابندی مذہب آئینہ حلب بے صیقل ہے اور جو شخص اپنے
خدا کا نیک بندہ نہ بنے اپنے باپ کا مطیع بیٹا۔ اپنے استاد
کا رشید شاگرد اپنے آقا کا نمک حلال نوکر کیونکر بن سکتا ہے
اور مین بہت خوش ہون کہ اس رپورٹ مین بھی مذہبی تعلیم
کی فروگزاشت نہین کی گئی۔ اور مجھکو یقین ہے کہ میری اس نصیحت
کو حاضرین جلسہ آویزہ گوش جان کرینگے اور مدار المہام سرکار عالی
اور وزیر تعلیمات اس امر خیر کی تائید مین کسی کمک اور اعانت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) کے پاس اوسکی فریاد لیجاینگے کہ [illegible] الہا تو نے [illegible] صواب بیابان مین [illegible]
تھی کہ ہر قبیل کر دیہ قابل تخم ہیجا مین مگر دہقانون نے نہ بیجا [illegible] اردو مین علوم [illegible] اور علوم کے
اردو مین آنے کی قابلیت تھی مگر انہون نے نہ آنے دیا۔ اور [illegible] فرض کے تارک ہو
اب تو بھی انصاف کر [illegible] تو [illegible] انصاف [illegible] کیا جواب دینگے
اور اپنے [illegible] کرکے راضی کرینگے۔ فاحذروا ایہا المسلمون وحیوا الا اقتضا
بجنب المقتضی واللہ یوفقکم وھو خیر الموفقین۔

سے حتی الوسع دریغ نہ کرینگے۔ مین سنے جو وقتاً فوقتاً
نواب مدار المہام پر احکام صادر کئے ہین اونکا منشا بہی یہہ ہے
کہ تدریس مذہبی کے ساتہہ تہذیب اخلاق اور تعلیم جسمی فروگزاشت
نہ کی جائے یقین ہے کہ نواب مدار المہام جلد تر ہر سہ امور اور دیگر
ضروریات ملکی کو پیش نظر رکہہ کر ایک مفصل سکیم پیش کرینگے
اس کے علاوہ علی العموم رغبتین اسطرف پائی گئین اور جسوقت
صغریٰ کبریٰ۔ اور مبادی الحکمت اونکے روبرو پیش کی گئی سبہون نے
ان کتابون مین اونہین اسباب محرومی کا مجتمع ہونا بتایا جو عربی کتابون
مین ہے۔ کیونکہ عربی کتابین نہ صرف غیر زبان ہونیسے ہندوستانیون
کے حق مین غیر مفید ہین بلکہ دقت بیان بہی اوس کے ساتہ ہے
ہرچند یہہ عذر غیر معقول اور دفع الوقتی پر محمول ہو سکتا تہا۔ مگر مجہے
تصنیف جدید کے غیر ضروری ہونے پر کوئی دلیل قایم نہ کی گئی
مجبور ہوکر اہل ہند و دکن کے دماغی قوتون کا اندازہ کرنے مین
اپنے دل و دماغ پر بہت زور ڈالا اور فضل الہی سے کامیاب ہوا
پہر مین سنے اس تالیف کی جانب توجہ کی۔ اور طرز ادا کے مطالب کو

مطبوع طبایع کس و ناکس بنانے مین شفقت نے مدد نہایت کرتا رہا۔ بہت
راتین صبح ہو گئین بہت روز شب تار سے مبدل ہوے۔ برسون ریاض
کرتا رہا۔ یہانتک کہ بتوفیق الٰہی ایک ایسا مجموعہ مرتب ہوا جو متن و مضمون
کے اعتبار سے مبتدیون منتہیون کے لئے کافی ہے اور منطقی پیچیدگیون
کو رفع کرنے مین شان رفیع رکھتا ہے اس لئے شاہ و وزیر کے نام پر
بمصداق ع ایک سکہ مین کہدا نام شہنشاہ و وزیر ؎ اسکا فصلی تاریخی نام
محبوب المقال فی منطق الاقبال و عرشیہ المخاطب بہ منطق عثمانی رکہکر
۱۳۰۱ف
بوسیلۂ عالیجناب نواب مدارالمہام سرکار عالی دام اقبالہ جنکی علمی فیاضیون
سے مزرعۂ علم پر آب حیات برس رہا ہی۔ اور حیدرآباد دوسرا قرطبہ بنگیا ہے
اور دایرۃ المعارف علوم قدیمہ کے تن بیجان مین تازی روح پہونک رہا ہے
اوس شاہ جمجاہ کے روبرو جس کے زبان فیض ترجمان سے یہ الفاظ نکلے
ہین اللہ جل شانہٗ نے انسان کو ایک خاص امانت ودیعت فرمائی

اور اردو زبان کی سرپرستیان امید سے سوا ہوین ماہانہ ہزارون کے
خرچ سے لوگ یوروپ بہیجے گئے۔ ہزارون مدرسے قایم ہوئے
اڈمنسٹریشن رپورٹ ۱۳۳۲ف مفصل گواہی دیتا ہے کہ تمام برٹش انڈیا مین
مسلمانون کا علمی نصاب (۵ء۲) اور پنجاب مین جو کان علم اہل اسلام
ہے (۹ء۴۳) اور حیدرآباد مین (۴۴) فیصد ہے جس کا مثل و نظیر
نہین۔ حضور ہی نے اردو کو علمی زبان بنانے کا ارادہ فرمایا ہے
اور اوسکی ولایت قبول کی ہے۔ اس لئے فدوی بھی اس بضاعتِ
مزجاۃ کو پیش کرکے امیدوار ہے کہ اس رسالہ کو اپنے نام نامی سے
جو محبوب ترین اسما ہے مُعَنوَن فرمائین۔ تو باقبال خداوندی اردو
کو علمی زبان بنانے والی کتابون مین یہہ پہلی ہوگی۔ اگر یہہ درخواست
مقبول ہوجاسے تو فدوی علوم فلسفہ و کلام و اصول فقہ و حدیث و
حکمت و تصوف و اخلاق مین بھی بافضال الٰہی و اقبال ظل اللّٰہی تصنیف
کرنے کا بیڑا اٹھائیگا۵۔ اور تاج قبولیت جہان پناہی سے سرافراز ہوکر

سلہ الحق یہہ سب جب ہو جب نوکری دم لینے دے۔ قادر مطلق جل مجدہ اپنی قدرت نمائیون اور فضل خاص
سے دن بہر کے دماغ سوزی سے نجات بخشے تا نقل مطالعہ اور ترتیب کتب کی فرصت ملے اور اس جامع
تدوین حکمت زندگی رہے ورنہ یہہ مشتاق تحسین جان لینے مین توقف نہ کریگی ۵ بس جگر تشنہ
ہون مگر صبح شدہ چاک + یکبارگی جہان گشتہ ہو مرنا ۱۲۔

امتنان اقران مین سر افتخار کو بلند کر گیا اور ظل سبحانی کی ثنا ہانہ
حق شناسیون قدر افزائیون کی ایک ایسی نظیر معدوم النظیر قایم ہو گی
جو دنیا کے قیام تک قایم رہیگی ❁ غرض نقشیت کر ما یا د ماند ❁
کہ ہستی را نمی بینم بقا ئے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ
الْوَکِیْلُ - ناظرین باتمکین سے اُمید ہے کہ اسکو بنظر اصلاح ملاحظہ و
غلطیون کی درستی کر کے اس عاجز پر بار احسان رکھینگے متعلمین کو
چاہئے کہ اس کتاب کو دو مرتبہ پڑہا مین - پہلی دفعہ صرف متن اور
دوسری مرتبہ منہیہ کیونکہ علوم مین درسی کتابین بہت ہوا کرتی ہین اور
ہر ایک کا ایک درجہ ہوتا ہے پہلی کتاب مین نفس مسایل ہوتے ہین
دوسری مین تحقیقات زیادہ کئے جاتے ہین اور اس وجہ سے
کہ اردو مین متعدد کتابین نہین - مین نے اس کتاب مین دونون
درجون کی رعایت رکھی ہے - نفس متن مین ایک درجہ کی منہیہ مین
دوسرے درجہ کی پس جب تک تمام متن ایک مرتبہ نہ پڑہ لیا جاسے
ہر متعلم کا حاشیہ سمجہہ مین نہ آئیگا کیونکہ حاشیہ مین بہت سی مابعد
معلوم ہونے والی باتین مناسبت مقام ہونے سے پہلے ہی مذکور

ہین۔ اور جو شخص متن و منہیوات نہ پڑھ سکے وہ نہ صرف یہہ سمجھے کہ مین نے
شرح تہذیب و قطبی پڑھ لی بلکہ یقین کیے کہ شرح مطالع و سُلّم کے شروح
پر بھی حاوی ہو لیا کیونکہ مین نے اس کتاب مین فن میزان کے کل مطالب
کو طبائع اہل ہند کے موافق بنا کر مناسب مقامات پر درج کر دیا ہے اور لفظی
طوالتون سے باز رہا تا حجم کتاب نہ بڑھے اور ملال متعلمین کا باعث نہو۔ بہرحال یہہ ایک
ایسا مجموعہ ہے کہ جو مین نے امتحان تک ایرادات سے بچایا ہے۔ والعصمة من الله

سب تعریف ہے پیدا کرنے کی اوسکے ہاتھ + جسنے مجھکو بے ہنر پیدا کیا

مُقَدِّمَہ

کمال دو چیزین ہین۔ اول کو ثانی پر شرف ہے
وہ کمال روحانی ہے یہہ جسمانی وہ ملکی ہے یہہ حیوانی۔ اور دونون اپنے
خاص خاص ذریعون سے حاصل ہوتے ہین۔ مگر اصول ایک ہے کمال کمال
سے ملتا ہے علم علم سے۔ اوسکا طریقہ تاجر جانتے ہین اسکا منطقی بقدر
قدرت حق جل مجدہ نے اسی کے نسبت فرمایا وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ
اَيْ بِتَرْتِيْبِ الْمَعْلُوْمِ عَلٰى طَرِيْقَةٍ مَنْطِقِيَّةٍ۔ جو کہ بات بھی جو
ارزل علوم ہین منطقی طورون پر حاصل کیے جائین تو منطق اوسکی برائی سے
ویسی ہی مبری ہے جیسے تجارت سمیات و مسکرات کی برائی سے نفس

تجارت بری ہے۔ ان وجوہات سے منطق کو برا کہنا ایسا ہے جیسے علم حساب
اس لئے برا ٹھہرایا جائے کہ محاسب سود کا حساب کرنے پر قادر ہو سکتا ہے
اس بات کو قبل از شروع سمجھ لیا اور منطق سے محبت کو پیدا کرنا چاہئے کیونکہ
بعض علما کے قول پر تعلیم منطق واجب بلکہ فرض ہے۔ منطق ہی کے مدد سے
ہر صانع مطلق کے وجود و وحدت پر استدلال اور نبوت و عقاید کا اثبات
کرتے ہین۔ اسیکے طفیل مین سب علوم کی تصحیح و تنقید ہوئی اور ہوتی رہیگی
اسی کے استدلالی ذریعون سے کل باتون کا ثبوت ہوا اور ہوتا رہیگا۔ باطل
اس سے ۔ وکش ہے کذب و دروغ اس سے کنارہ گزین ہے۔ علوم و
ادیان کے حقیت و بطلان کی یہی ایک محک امتحان ہے جو ہمیشہ سے
ہر قوم و ملت مین مستعمل ہوتی رہی اور مذاہب باطلہ اور اقوال غیر معقولہ
اسیکی تیغ رو سے مردود ہوئے۔ منطق نہین اسلامی تلوار ہے
سیف اللہ ہے جو اعداء اللہ کا خون کرنیکے لئے ہر وقت آمادہ ہے[1]

[1] منطق اور اسلام مین کچھ ایسی مناسبت ہے جو صدق اور باطل الآخر کی مستلزم ہے۔ اسلام
منطق کی تصحیح کرتا ہے اور منطق اسلام کی صحت و صداقت کی شہادت ادا کرتی ہے۔ چنانچہ اسی سبب
مسلمان اس مین مشغول اشغل طبعی رہے۔ اور مصروفیت تامہ کا جلوہ دکھایا۔ بخلاف اسکے اہل مذاہب
غیر اسلام اس سے دور بھاگے بلکہ انہون نے ایک طرح کی ضرر کی شناخت کی کیونکہ ان کے عقائد
باطلہ اور اقیسہ یقینیہ منطقیہ سے خارج اور وہم و خیال مغالطہ و سفسطہ سے مرکب ہوا کرتے ہین
اس لئے منطق ان کے درد دل کا علاج نہین کرتی بلکہ اور زیادہ بیمار کر دیتی ہے۔ بخلاف اہل اسلام

اگرچہ کوئی فرد بشر بھی اس سے خالی نہین[۵] مگر اس کے چند ایسے قواعد بھی ہین جسکو معلم اول ارسطو[۶] نے سکندر کی فرمایش سے ترتیب دی معلم ثانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵) کے بعض کے حق مین قواعد منطقیہ قواعد حفظ صحت کے قائم مقام ہین [illegible] صحیح و سالم ہین۔ اور منطق ان کے صحت کی مانند ہے فعوذ لنا وَبُشْرٰى لِاَهْلِ مِلَّتِنَا۔ ۱۲ منہ

۵ جیسے صرف و نحو سے کوئی بھی بے بہرہ نہین کیونکہ علوم صرف و نحو و منطق ایسے علوم ہین جس سے کسی انسان کو چارہ نہین اور کچھ ضرور نہین کہ تمام آدمی ان علوم سے فائدہ [illegible] بلکہ گنوار [illegible] بھی اس سے بے نصیب نہین کوئی شخص تو کیسا ہی [illegible] ہو گا [illegible] ضمائر کی جگہ [illegible] کا استعمال نہین کرتا اسیطرح [illegible] ثابت [illegible] کا مقتضی [illegible] شخص [illegible] استدلال کی قوت سے خالی نہین [illegible] جو [illegible] ہوا ہے [illegible] دعوون کو دلیل سے ثابت کرتا ہے اور نتائج شکل خود بخود [illegible] ہین [illegible] معلوم نہین کہ یہ شکل اول ہے یا دوم اور نہین جانتا کہ [illegible] ہے [illegible]۔ یہان یک شبہ ہوتا ہے کہ جب استدلال امر طبعی ہے تو پھر اس علم کی تحصیل سے کیا فائدہ ہے اس شبہہ کا یہ جواب ہے کہ منطق کی غایت نہ صرف استدلال ہے۔ بلکہ صحت استدلال ہی غایت قوی و اصلی ہے فطرت سلیم ہرچند استدلال پر بالطبع قادر ہے مگر اوسکی صحت پر قادر نہین۔ اور ایسی قدرت اوسوقت تک نہین پیدا ہوتی جب تک منطقی طور ون برتا جاے۔ کج بحثی اوسیوقت تک ہوتی ہے جب تک منطق کا استعمال نہوا اور جب اس کا [illegible] قدم [illegible] ہوا کہ صداقت جلوہ گر ہوئی اور سچی بات معلوم ہوئی کیونکہ منطق ایک ایسا آئینہ ہے جس مین ماہیتون حقیقتون کا چہرہ نظر آتا ہے۔ اور اصلیت آفتاب کے طرح جھلکنے لگتی ہے۔ علوم آسمان فرض کئے جائین تو زمین والون کے حق مین منطق دن کو آفتاب رات کو چاند کے مانند ہے۔ یا یون سمجھو کہ اندھیری مین ایک کتاب جس مین تمام علوم ہین کہلی رکھی ہے ہرچند کہ پڑھنے والون کی آنکھین روشن و بینا ہین مگر شمع منطق نہونے سے وہ اوسکو پڑھ نہین سکتے۔ گو صاحب عقل سلیم اس سے کسی قدر مستغنی ہے۔ مگر وہ استغنا بھی ایسا ہے جیسے صاحب چراغ کو ہوتا ہے اور جس وقت آفتاب منطق طلوع کرتا ہے نور چراغ عقل سلیم [illegible] پڑجاتا ہے بس منطق کی شان ہی اور ہے۔ علوم منطق کے محتاج ہین۔ اور منطق کسیکی دست نگر نہین۔ البتہ منطق کا فائدہ اور علوم مین مستعمل ہونے کے بغیر کما حقہ مترتب نہین ہوتا۔ ۱۲ منہ

۶ ارسطو یونان کا پہلا حکیم اور افلاطون کے شاگردون مین سے تہا اور افلاطون کا استاد فیثاغورس

ابونصر فارابی[۱] نے ترجمہ کیا بوعلی سینا نے ایک علم حاوی فروع و اصول بنایا
علماے اسلام نے ہزارون کتابین تصنیف کین۔ متون۔ شروح۔ منہیے
حاشیے۔ تعلیقات بکثرت ہوے۔ سواد اعظم اُمت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیۃ
کے استدلال کا دار و مدار اسی پر رہا۔ مسلمانون نے اس علم سے جسقدر دلچسپی
دکہائی کسی قوم کو یہ مرتبہ نصیب نہوا۔ امور دارین اس کے طرزون مین کچہ
ایسے مسطور و منضبط و منحصر ہوگئے کہ اس کے بغیر چارہ نہ سکتا تہا۔ یہانتک
کہ اوسکا جاننا بہی ضروریات دین سے ٹہر گیا۔ اگر صاحب دُرّ المختار وغیرہ نے
اوس کے نسبت کراہت کا خیال ظاہر فرمایا ہے تو اوس کے نسبت نہین
بلکہ چند اہل جدل و مکابرہ کے نسبت ہی جو منطق کے پیرایہ مین فلسفی الحاد
کو پہیلاتے تہے۔

الفاظ عقلی صورتون یعنے معنون کے مقابلہ مین بنائے گئے ہین۔ اور

بقیہ حاشیہ ۱۲
اور فیثاغورس سلیمان علیہ السلام کا شاگرد تھا۔ سقراط بہی فیثاغورس کا شاگرد تہا جبکہ بارہ ہزار
شاگرد اور شاگردون کے شاگرد تہے یہی وہ حکیم ہے جس نے بت پرستی کے معاملہ مین یونانیون سے
مخالفت کی تہی اور بارہا شعرون کی گراہی پر بادشاہ نے قید کیا پہر زہر دیکر انہی پر بہر قانہ مسموم ہلاک
کیا اوسکی انگوٹہی کے نگ پر یہ عبارت کندہ تہی جس غلب هواه فافتضح یعنے وہ شخص جسپر اوسکی
خواہش نفس غالب ہوئی فضیحت ہوا ۱۲ منہ

[۱] ابونصر فارابی معلم ثانی اور مترجم علوم حکمت یونانیہ خلیفہ مطیع باللہ عباسی کے زمانہ
مین ۳۳۹ ہجری مین تہے ۱۲ منہ

علوم لفظیہ صرف و نحو ہین معنویہ منطق و حکمت۔ صرف لفظ کو بناتا ہے منطق معنی کو
نحو لفظون کے باہمی تعلقات کو بتاتا ہے۔ حکمت اجزای عالم کے باہمی تعلقات
کو۔ علم لغت جسطرح علوم لفظیہ و معنویہ مین شترک ہے علم تصوف و حقایق بھی
علوم معنویہ و باطنیہ مین شترک ہے وذلک اجل العلوم ثم و ثم پس منطق
علم صرف معنوی اور ایک ایسا قانونی آلہ ہے جو انسان کو معنوی یعنی عقلی غلطیون سے
اوسی طرح بچاتا ہے جیسے علم صرف لفظی غلطیون سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس علم مین
تصورات و تصدیقات سے بحث کی جاتی ہے جیسے صرف مین حرکات و سکنات سے
لفظ صرف کا مقسم ہے معنی منطق کا۔ صرف مین لفظی اوزان ہین منطق مین معنوی
میزان ہے وہان اسم فعل و حرف و ضمیر و اسم اشارہ ہے۔ یہان جنس و نوع و فصل
و خاصہ و عرض عام۔ وہان صحیح و معتل و مہموز و مضاعف ہے۔ یہان قضیہ و عکس قضیہ
و نقیض و عکس نقیض۔ وہان خاصیات ابواب ہین یہان نتایج اشکال و اضراب
وغیر ذلک۔

علم وہ ادراکی حالت ہے جو شئے کی صورت ذہن مین حاصل ہونیکے بعد حاصل
ہوتی ہے۔ یعنی انسان مین ایک قوت ہے جسکے ذریعہ سے وہ اشیا کے صورتون
کو اپنے ذہن مین لاتا۔ اور اوسکی حقیقت کو معلوم کرتا ہے اور جب کوی حقیقت

ذہن مین آکر قرار پکڑتی ہے اوسوقت اوسپر ایک کیفیت اور ایک نورانی حالت
طاری ہوتی ہے وہی حالت ہے جسکو علم[1] کہتے ہین جیسے شکر کے چکھنے اور گانا سننے

[1] علم فلک معقولات کا ایک ایسا چمکیلا آفتاب ہے جسکے شدت وضوح کی چکاچوند سے ہماری چشم معقولات کو چوندہیا جاتی
ہین اور جب تک اوسکی جا تقسیم سے کمزور نہو اوس وقت تک چشم تصور مین اوسکی حقیقت آ نہین سکتی۔ یہ آفتاب
جو ہمیشہ ہر روز طلوع کرتا ہے (اگر یہ اسی شدت ظہور کی وجہ سے جو نفس سے نہایت قرب اور سب کے مد نظر سے
ورے ہونے سے پیدا ہوتی ہے) اوسکو دیکھنا مشکل ہے مگر علم کا متصور ہونا اوس سے بھی کہین زیادہ
مشکل ہے۔ اسی لئے آفتاب علم بداہت و نظریت سے مستغنی ہے البتہ اوسکے اقسام جو اوسکے نسبت
کرتے کمزور ہین اس قابل ہین کہ اونکی حقیقتین معلوم ہون اور حد تام سے محدود کئے جائین۔
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ علم بدیہی ہے اور اوسکی تحدید (تعریف)
محال ہے۔ کیونکہ وہ مبدء انکشاف ہے۔ اوس سے سب چیزین جانی جاتی ہین تو ضرور ہے کہ وہ ہر ایک سے
اور آسان چیزون کے نظر سے آسان ہو ورنہ ضرور ہوگا کہ اوسکو اوسی چیز کے ذریعہ جانین اور
وہ اور چیز غیر علم ہوگی تو لازم آئیگا کہ علم کا جاننا غیر علم پر موقوف ہو اور غیر علم کا علم ہو اور وہ دور محال ہے۔
اور امام غزالی کا قول ہے کہ علم نظری ہے اور اوسکی تحدید متعسر ہے دلیل یہ ہے کہ [illegible] ل تحدید
جنس و فصل قریبین سے نہین ہوسکتی تو علم کی تعریف اونسے نہوسکیگی۔ اور جب نہوگی تو نظری ہونا لازم آیا
اس کے علاوہ جب خود اختلاف ہے کہ بدیہی ہے یا نظری تو نظری ہونا ضرور ہوا کیونکہ بدیہی [illegible] مین خلاف
کی ضرورت نہوتی آگے کی عبارت کو ہم جب آسانی سے [illegible] سمجھ لینگے جس مین حقیقت علم کو بھی
سمجھ لیجئے۔
اور جمہور علما اور بعض متکلمین کا قول ہے کہ علم نظری ہے گو اوسکی تحدید متعسر نہین۔ [illegible] کے بعد جملہ
سے بہت رد و قدح ہوئی ہے آخر یہ رائے قرار پائی [illegible] قول کے پاس مسلم نہ رہی [illegible] بدیہی
بکہا جاسکے بدیہیات سے [illegible] اوسکی تحدید دشوار ہے۔
اور میری دانست مین یہ سب بیکار ہے۔ حقیقت مین علم نہ بدیہی ہے نہ نظری بلکہ بداہت و نظریت
اوسکے اقسام ہین اور وہ خود بداہت و نظریت سے متعالی ہے البتہ اوسکا مقسم ہے۔ کیونکہ علم یا تصور ہے
یا تصدیق اور ہر تصور و تصدیق سے بعض اون کے بدیہی ہین بعض نظری تو نتیجہ نکلا کہ مقسم [illegible] بعض
اوسکا بدیہی ہے اور بعض نظری یعنی اس مین دو متناقض لحاظات اختلاف جہات کے
ساتھ موجود ہین۔ جیسے حیوان مین ناطقیت و صاہلیت وغیرہ لحاظات متباین و متناقض نوعی کے ساتھ
موجود ہین۔ یہ مقدمہ زیادہ تر اوسوقت واضح ہوگا جب ذہنی اور الذہن ہونے کی کیفیت
پر غور کیا جائیگا۔ چنانچہ ہم مختصر لبیب پر بعض مبادی و مطالب کو عرض کرتے ہین وھو ھذا:

کے ہونے نہونیکے بابت کیا جاتا ہے - ایسا علم اوس عبارت

بقیہ حاشیہ

اور جب عوارض سے خالی ومکتنف ہو معلوم بالعرض نام رکھتے ہین - اور موجود
فی الخارج جس وقت ذہن مین حاصل ہوتا ہے اوس کو صورت حاصلہ و صورت
علمیہ تعبیر کرتے ہین یہ صورت عوارض خارجیہ سے مجرد ہوکر ذہن مین مذہون
ہوتی ہے کیونکہ ہم جس وقت آگ کا ادراک کرتے ہین - اور اوس کی صورت
کو ذہن مین لاتے ہین - اوس وقت اوس کی نفس ماہیت یعنی حقیقت ناریت
من حیث ہی ہی - آثار وعوارض خارجیہ اور تشخصات ظاہریہ کو چھوڑکر اوسے
مجرد ومعری ہوکر ذہن مین حلول کرتی ہے - ورنہ ظرف ذہن جل جاتا - اور جب صورت
ہم پہاڑ کی صورت تصور کرتے اور ذہن مین لاتے ہین پہاڑ اپنی کیفیت کلانیت
وصلابت کو چھوڑکر ظرف ذہن مین آتا ہے ورنہ اس ذرا سی جگہہ مین اتنا بڑا
جسم نہین سما سکتا اس وجود کو وجود ظلی و ذہنی وغیر اصیلی بھی کہتے ہین
اور صورت کی نسبت تین مذہب ہین - (۱) شبح ومثال جیسے آئینہ کے
روبرو شے منطبع ومنعکس ہوتی ہے (۲) نفس ماہیت معلوم بعد تجرد عوارض
خارجیہ (۳) ہر دو - مگر محققین کے پاس نفس ماہیت معلوم مراد ہے - اور
وہی حق ہے - کیونکہ صورت مثالیہ معلوم کی غیر ہے - بہر حال صورت علمیہ مرتبہ
انکشاف بعوارض ذہنیہ ہے - اس کے بعد عالم پر ایک کیفیت طاری ہوتی
ہے - جیسے شہد کے چکھنے کے بعد حالت حلاوت جو چکھنے والے کے نفس
مین قایم ہوتی ہے وہ صورت علمیہ کی غیر ہے - کیونکہ وہ حالت ایک نورانی
کیفیت اور عالم کے صفات سے ہے - اور اوس مین قایم ہوتی ہے -
جس کے سبب سے وہ عالم کہلاتا ہے - اور صورت شئے حاصل فی الذہن
اگرچہ صورت معلوم ہے - مگر اوس نورانی کیفیت سے مختلط ومتحد ہونے کی وجہ
سے اصطلاح قوم مین اوس کو مجازاً صورت علمیہ کہتے ہین حقیقت مین اوسکا نام
صورت معلوم اور حالت ادراکیہ کا صورت علمیہ ہونا چاہئے تھا - اور نہونیکی
یہ وجہ ہے کہ متقدمین کیفیت ذوقیہ نورانیہ اور صورت علمیہ مشہورہ مین فرق
نہ کرسکتے تھے - علامہ قوشجی خصوصاً سید زاہد علیہ الرحمہ نے اس تفرقہ
کو واضح تر بیان کیا - محب اللہ بہاری صاحب سلم نے اوس کو پسند و اختیار
فرمایا - اسیلئے متاخرین کہتے ہین کہ علم و معلوم متحد نہین ہین - اور جو کچھہ اتحاد
ہے وہ مجازاً ہے - اور صورت علمیہ وحالت ادراک بمنزلہ تعجب وضحک ہین
جو ایک ہی محل یعنے انسان مین حلول کرتے ہین - اور یہ حالت ادراک

مین پایا جاویگا جو عبارت کہ اوس حکم کے متعلق ہونیکی صلاحیت رکھتی ہوگی
اور ایسی صلاحیت اون دونون مفہومون کو باہم ربط دینے سے پیدا
ہوتی ہے جنمین کا ایک وہ ہو جس پر حکم کیا جاتا ہو دوسرا وہ ہو
جس بات کا حکم کیا جاتا ہو جیسے (زید سوتا ہی) اس عبارت مین
مفہوم (زید) محکوم علیہ ہے یعنے (زید) وہ شخص ہی جس پر حکم کیا گیا
اور (سوتا) محکوم بہ ہے یعنے وہ بات جس کا حکم کیا گیا اور (ہے)

اور تقسیمت تصور و تصدیق [illegible] تصور و تصدیق [illegible] سب عارض
ہین جیسے نوم و نقطہ ایک شخص پر عارض [illegible] علم [illegible] عبارت
ہونیکی وجہ سے تصور و تصدیق مین تباین [illegible] ایک
دوسری بحث کا سلسلہ شروع ہوتا ہے [illegible] بیان کردینا چاہتے ہین
وہ یہ کہ منطقیون مین تین امور مسلم [illegible] تو لازم
آتا ہے کہ تصور و تصدیق متحد ہون [illegible] **مسلم اول** علم و معلوم [illegible]
مسلم دوم تصور و تصدیق [illegible] **مسلم سوم** تصور
سے متعلق ہوتا ہے [illegible] تصور کا ہر شے سے متعلق ہونے کی [illegible] تصور اپنے
نفس سے بھی متعلق ہوتا ہے [illegible] یعنے لا تصور سے بھی [illegible] اپنے
مقابل یعنے تصدیق سے بھی [illegible] تصدیق کا [illegible] تصور کا علم
اور تصدیق کا معلوم ہونا لازم آیا [illegible] معلوم کا متحد ہونا مسلم اول کے رو سے
جب مان لیا ہی تو لازم آیا کہ تصور و تصدیق متحد ہون حالانکہ مسلم ثانی کے
رو سے تصور و تصدیق دو مختلف حقیقتین ہین **فیلزم المنافات**
اگر جب مسلم اول کو نہ مانین یعنے اتحاد علم و معلوم کو تسلیم نکرین تو کوئی قباحت
نہین - مبادی الحکمت اردو مین [illegible] لکھا ہے کہ (لیس تصدیق الحکم
تصور ہے مگر [illegible] سے زاید یعنے اوس مین حکم ہوتا ہے) اور
اتحاد تصور و تصدیق اور ترکیب تصدیق کے قباحتون سے ایسی نہین
دھا : شد العباحات وخلاف صریح من المحققین ۱۲ منہ

نسبت حکمیہ ہے یعنے وہ مفہوم ہے جو کیفیت ربط طرفین کو بتلاتا ہے (ہے) کی جگہ (نہین) بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہی نسبت ہے جو موضوع و محمول کے ملاپ کا واسطہ اور ملاحظۂ طرفین کا آئینہ ہے۔ جس نے (زید) کو (سونے) کی صفت سے متصف اور دونون کو لحاظ وحدانی سے ملحوظ کیا۔ اس نسبت کی چار حالتین ہین **وہمی** اگر جانب مغلوب معتبر ہو **شکی** اگر دونون احتمال برابر ہون **ظنی** اگر جانب غالب معتبر ہو **یقینی** اگر نہونے کا احتمال ہی نہو ظن و یقین داخل تصدیق ہین ماںقی تصور۔ پس تصدیق کی چار قسمین ہوئین (۱) محکوم علیہ (۲) محکوم بہ (۳) قضیہ وہمی (۴) قضیہ شکی۔ اور تصدیق کے دو (۱) ظنی (۲) یقینی الغرض شعور و اذعان دو علیحدہ علیحدہ کیفیتین ہین اول کو باصطلاح منطق تصور اور ثانی کو تصدیق کہتے ہین۔ امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ تصدیق چار اجزا سے مرکب ہے۔ موضوع۔ محمول۔ نسبت حکمیہ۔ حکم۔ مگر جمہور حکما کا یہہ مذہب ہے کہ تصدیق صرف حکم ہے لاغیر وھوالحق اب جاننا چاہیئے کہ تصور و تصدیق کل ایسے نہین

جو بلا غور و فکر سمجھ مین نہ آتے ہون جیسے حقیقت جن[1] یا یہہ کہ عالم حادث
ہے[2] بلکہ بہت ایسے ہین جو فوراً سمجھ مین آجاتے ہین جیسے گرمی
سردی[3] یا یہہ کہ آگ گرم ہے۔ برف سرد ہے[4]۔ پس جو بلا غور و فکر
سمجھ مین آجائے بدیہی ہے ورنہ نظری[5] اگر ایسا ہوتا بلکہ سب کے سب
بدیہی ہوتے تو ہم کسی بات سے جاہل نہوتے۔ اور ساری تعلیم تحصیل
حاصل ہوتی اسی طرح سب نظری ہوتے تو دور یا تسلسل لازم
آتا بلکہ بعض تصورات و تصدیقات بدیہی ہین جس کی ترتیب سے ہم بعض

---

[1] مثال تصور نظری کی ہے ۱۲ منہ
[2] مثال تصدیق نظری کی ہے ۱۲ منہ
[3] دونون مثالین تصور بدیہی کی ہین ۱۲ منہ
[4] دونون مثالین تصدیق بدیہی کی ہین ۱۲ منہ
[5] بداہت و نظریت تصورات و تصدیقات مین نو طرح سے عقلی احتمال پیدا ہوتے ہین
(۱) تمام تصورات و تصدیقات بدیہی ہین۔ یہہ بعض اشاعرہ کا مذہب ہے۔
(۲) دونون نظری ہین یہہ جہم بن صفوان کا مذہب ہے۔
(۳) تمام تصورات بدیہی اور بعض تصدیقات بدیہی اور بعض تصدیقات نظری ہین یہہ امام فخرالدین رازی کا مذہب ہے۔
(۴) تمام تصدیقات بدیہی اور تصورات بعض بدیہی بعض نظری ہین یہہ بعض حکماء متقدمین کا مذہب ہے
(۵) تمام تصورات نظری اور تصدیقات بعض بدیہی بعض نظری
(۶) تصدیقات کل نظری اور تصورات بعض بدیہی بعض نظری
(۷) تمام تصورات نظری اور تمام تصدیقات بدیہی۔
(۸) تمام تصدیقات نظری اور تمام تصورات بدیہی

یہہ چارون صورتین عقلاً پیدا ہوتی ہین ورنہ کوئی اسکا قائل نہین

(۹) تصورات و تصدیقات بعض بدیہی بعض نظری یہہ مذہب اکثر حکماء اور متکلمین کا ہے اور یہی حق ہے ۱۲ منہ

نظریات تصورات و تصدیقات کا اکتساب کر سکتے ہین[۱] - اور چونکہ ہر ترتیب صحیح و بکار آمد نہین ہو سکتی اسلئے ضرور ہے کہ صحت کی کوئی معیار ہو تا اوسکی تصحیح کیجائے اور وہ منطق ہے جو انسان کو عقلی غلطیون سے بچاتی ہی پس منطق ایک قانونی آلہ ہے جس کی رعایت رکھنے والا عقلی غلطیون سے بچتا ہی اور اوس کا موضوع معقولات ہی یعنے معلومات تصوریہ و تصدیقیہ اور اوس کی غایتہ ذہن کا فکری[۲] خطاؤن سے بچانا ہے۔ اور یہی ہے مقصد اصلی جس کے لئے یہہ علم بنایا گیا[۳]

---

[۱] یہان ایک شک ہے جو سقراط سے منسوب ہے وہ یہہ کہ مطلوب یا قبل از طلب معلوم ہوگا یا مجہول بصورت اول تحصیل حاصل ہے ۔ بصورت ثانی طلب مجہول مطلق کیونکہ جو بات وقت طلب معلوم ہے اوس کی تحصیل تحصیل حاصل ہے اور جو مجہول ہے اور کچھ بھی اوس کے متعلق معلوم نہین اوس کی طلب بھی صحیح نہوگی - اسکا یہہ جواب ہے کہ مطلوب سے ہماری مراد نہ وہ ہے جو بجمیع وجوہ معلوم ہو - اور نہ وہ جو بجمیع وجوہ مجہول ہو بلکہ وہ ہے جو من وجہ معلوم اور من وجہ مجہول ہو - اگر کہا جائے کہ وہ مطلوب جو من وجہ معلوم اور من وجہ مجہول ہو اوس کی وجہ معلوم کی تحصیل تحصیل حاصل ہے اور وجہ مجہول کی مجہول مطلق تو شک برقرار رہا - ہم کہین گے کہ جو حقیقت کہ من وجہ معلوم و من وجہ مجہول ہو وہ مجہول مطلق نہین ہوسکتی مثلاً کوئی حقیقت معلوم بالوجہ اور مجہول بالکنہ ہو تو وجہ معلوم جو بالعوارض ہے اوس علاقہ سے جو اوس حقیقت کی وجہ معلوم و مجہول مین ہے اون عوارض کے ذریعہ سے جو معلوم ہین اوس حقیقت کی ذاتیت معلوم ہونا ممکن ہے - یا مثلاً کسی حقیقت کے بعض عوارض معلوم ہون اور بعض مجہول تو عجب نہین کہ علاقہ معلومہ ذریعہ تحصیل عوارض مجہولہ بنجائے - اور جب ایسا ہے تو وجہ مجہولہ مجہول مطلق نہین ہوسکتا - ۱۲ منہ

[۲] امور عقلیہ مین نفس کی ایسی حرکت کو فکر کہتے ہین جو مطالب سے مبادی اور مبادی سے مطالب کے جانب ہوا کرتی ہے - ۱۲ منہ

[۳] ہر شے کی غایتہ اوسکا نتیجہ اور فایدہ ہے - اور ہر شے مین جس سے بحث کیجاتی ہے وہ اوسکا موضوع ہے - کیونکہ موضوع اوسیکو کہتے ہین جس کے عوارض ذاتی

باب اول تصورات مین اس مین دو فصلین ہین اول مبادی ثانی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶) سے بحث کیجاسے اور عوارض ذاتیہ امور خارجیہ ہین جو طبیعت پر عارض ہوتے ہین اسیطرح منطق کی بھی ایک غایۃ ہے۔ اور معقولات اوسکا موضوع ہے یعنے وہ امور جو ذہن مین پائے جائین۔ اور معقولات دو طرح کے ہین اولی و ثانوی کیونکہ وجود کی بھی دو قسمین ہین خارجی و ذہنی۔ وجود خارجی کے بھی عوارض ہین جیسے سیاہی سپیدی حرکت سکون۔ گرمی سردی۔ اسیطرح ذہنی کے بھی عوارض ہین جیسے کلیت جزئیت ذاتیت عرضیت معرفیت و حجیت موضوعیت و محمولیت اور اوسکا قضیہ و عکس قضیہ و نقیض قضیہ وغیرہ ہونا۔ اگرچہ متقدمین منطق کے پاس موضوع منطق معقولات ثانویہ ہے مگر متاخرین اس وجہ سے کہ منطق مین نفس معقولات سے بحث ہے معقولات کے دونون قسمون کو اوسکا موضوع ٹھراتے ہین اور وہی حق ہے۔ الغرض منطق مین معلومات تصوری و تصدیقی سے من حیث الایصال و بحث الایصال بحث ہے۔ اور معقولات بدیہی ہین یا نظری اور بسا اوقات بل بعض مجدد نے بدیہیات مین یہ تاثیر دی ہے کہ اگر اوس کی ترتیب دیجاسے تو نظری بھی بدیہی ہو جائین۔ اور مجہول کی حقیقت معلوم ہو۔ جیسے معلومات عددیہ کی ترتیب سے مجہولات عددیہ معلوم ہوتے ہین۔ مگر ہر ترتیب بکار آمد نہین۔ کیونکہ عقلا کی رائین ایک ہی مقدمہ مین متناقض ہوتی ہین۔ ایک عالم کو قدیم کہتا ہے دوسرا حادث تو ضرور ہوا کہ ترتیب معلومات کا کوئی ایسا طریقہ بنایا جائے جو غلطی سے بچائے۔ وہ طریقہ اعراض ذاتیہ منطقیہ ہے ان اعراض کو مباحث بھی کہتے ہین کیونکہ اوس مین بحث ہوا کرتی ہے مسایل بھی کیونکہ اوس سے سوال ہوتا ہے۔ مطالب بھی کیونکہ اوس کا حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے نتایج بھی کیونکہ قیاس و برہان سے نکالا جاتا ہے۔ قانون بھی کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے۔ اس کا طالب ہوتا ہے۔ اور مطلوب۔ اور ان دونون کے درمیان طلب ہوتی ہے۔ یعنے سوالات ہوا کرتے ہین۔ اور سوالات نو طرح کے ہین مگر اوس کے اصول چار ہین جس کے عربی مین چار نام ہین مَا و اَیّ و ھَل و لِمَ یعنے (کیا ہے وہ اپنی حقیقت مین) اور (کون چیز ہے وہ) اور (آیا ایسا ہے) اور (کس سبب سے ایسا ہی) چنانچہ ہم اوس کی تفصیل کرتے ہین مَا و اَیّ تصورات کے لئے ہین ھَل و لِمَ تصدیقات کے واسطے (۱) مَا کا مفہوم کیا ہے جس کو عرف مین اسم و رسم کہتے ہین اگر اسم کی شرح چاہتا ہو یعنے جس چیز کے عدم وجود سے ناواقف ہو اور اوس کو تصور کرنا مقصود ہو تو اوس کو ماشارحہ کہتے ہین اگر وجود و عدم کے تصور کے بعد حقیقت و ماہیت کا تصور مطلوب ہو تو وہ ماحقیقیہ ہے حد و رسوم اسی مین شامل ہین (۲) اَیّ اوس وقت مستعمل ہوتا ہے جب مطلوب کو اورون سے تمیز کرنا مقصود ہو۔ یہ تمیز ذاتیات سے مطلوب ہوگی یا عرضیات سے تمیز

مقاصد ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷) سے جیسے انسان کے نسبت یہہ سوال ہو کہ اَيُّ
شَيْءٍ هُوَ فِي جَوْهَرِهٖ یعنے کون چیز ہے وہ اپنے ذاتون ذات اوس وقت جواب
دیا جاتا ہے نَاطِقٌ یعنے ناطق ہے کیونکہ ناطق اوس کا ممیز ذاتی ہے جس کو فصل
کہتے ہین عرضیات سے ہو جیسے اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِي عَرَضِهٖ یعنے کون چیز ہے
وہ اپنے عرض مین جواب دیا جاتا ہے ضَاحِكٌ یعنے ضاحک ہے کیونکہ ضاحک
اوس کا ممیز عرضی ہے جس کو خاصہ، عرض عام سے تعبیر کرتے ہین (۳) هَلْ کا ترجمہ
آیا ہے اور هَلْ دو قسم کا ہے بسیطہ و مرکبہ بسیطہ اوس سوال کو کہتے
ہین جو وجود و عدم سے ہو جیسے هَلْ زَيْدٌ مَوْجُوْدٌ یعنے آیا زید موجود ہے یا نہ
جو معنی هَلْ سے بسیط ہے اور مرکبہ اوس سوال کو کہتے ہین جو وجود سے زائد کسی امر
یا کے نسبت ہو جیسے هَلْ زَيْدٌ قَائِمٌ یعنے آیا زید قائم ہے ۔ یہہ سوال بعد تسلیم
وجود زید ہے ۔ ہل بسیطہ ۔ ماشارحہ و ماحقیقیہ کے بیچ مین ہے کیونکہ ماشارحہ کا
مطلب مفہوم ہے اور ہل بسیطہ کا وجود و عدم ۔ اور جب تک کسی شئے کا مفہوم نہ معلوم ہو
اوس کا وجود مطلوب نہین ہوتا اور ہل مرکبہ ماحقیقیہ سے موخر ہے کیونکہ ماحقیقیہ
کا مطلب معرفت حقیقت ہے اور ہل مرکبہ کا صفات زائد علی الوجود ۔ اگرچہ طلب صفات
بدون معرفت حقیقت بھی ہو سکتی ہے ۔ مگر معرفت ذات کا درجہ معرفت صفات پر مقدم ہے
اور صاحب افق مبین نے هَلْ اَبْسَطْ کی ایک نئی اختراع کی ہے جو بسیطہ سے
مقدم ہے اور وہ تقرر ماہیت کا مرتبہ ہے جو وجود سے مقدم اور جاعل کا اثر ہے
جو نفس ماہیت پر ہوتا ہے جس کو جعل بسیط کہتے ہین ۔ اور میرزاہد قدس سرہٗ نے
اوس کے رد مین یون تقریر کی ہے کہ اگر ہل ابسط مخترعہ سے تصور متعلق بقوام
ماہیت مراد ہو تو وہ ماشارحہ ہے ۔ اگر تصدیق متعلق بقوام ماہیت من حیث ہی ہی
ہو ۔ تو اوس مین صلاحیت طلب نہین کیونکہ شئے کا حمل اپنے نفس پر محال ہے اور کوئی
فائدہ بھی نہین ہے (۴) لِمَ یعنے کس لئے اسمین طلب دلیل ہے اور دلیل یا انی
ہو گی یا لمی ۔ انی جیسے کس لئے یہہ متعفن الاخلاط ہے اور جواب دیا جاتا ہے کہ محموم ہے
یہہ دلیل انی ہے جس مین مسبب سے سبب پر استدلال ہوتا ہے لمی جیسے کس لئے اسکو
بخار ہے ۔ جواب دیا جاتا ہے کہ متعفن الاخلاط ہے یہہ دلیل لمی ہے جس مین سبب سے
مسبب پر استدلال ہوتا ہے انی و لمی مین فرق واقعی و لفظی کہا ہے ۔ یعنے بخار کا محموم
متعفن اخلاط کہا گیا ہے محض لفظی ہے واقعی نہین ۔ کیونکہ بخار تعفن اخلاط کی علت نہین
بخلاف لمی کے کیونکہ تعفن اخلاط بخار کی علت واقعی ہے ۔ اسکی تفصیل [illegible]
مین آوے گی ۔ اسکے علاوہ اور پانچ مطلب ہین جو انہین چار مین داخل ہین (۱) مَنْ جس کے

اول کو دال ثانی کو مدلول - اگر دال لفظ ہے تو دلالت لفظیہ ہے
اور لفظ کو واضع نے کسی معنی کے لئے وضع کیا ہے تو دلالت وضعیہ
لفظیہ ہے - جیسے پانی کا لفظ ایک جسم سیال رقیق معروف کے مقابلہ
مین وضع کیا گیا ہے جس کے جاننے سے وہ شے سیال جانی جاتی
ہے تو پانی کا لفظ دال اور وہ سیال شے مدلول اور یہہ دلالت وضعیہ
لفظیہ ہے[1] ایسے دلالت کے تین حالتین ہین (۱) لفظ تمام معنی پر دلالت
کرے - جیسے لفظ آفتاب کا تمام قرص آفتاب پر یہہ مطابقی ہے -
(۲) لفظ اپنے جز معنی پر دلالت کرے جیسے ہاتھہ کا لفظ اس مثال مین

---

[1] دلالتین تین قسم کی ہین (۱) عقلیہ (۲) طبعیہ (۳) وضعیہ عقلیہ وہ ہے جس کے دال و مدلول مین علاقہ عقلی ہو جس علاقہ کی وجہ سے ملزوم لازم مدلول کا مستلزم ہو جیسے دھوان آگ کے وجود پر دلالت کرتا ہے کیونکہ دھوین اور آگ مین ایک علاقہ ہے کہ جس وقت دھوان نظر آتا ہے ہر شخص سمجھہ لیتا ہے کہ وہان آگ ہے یہ دلالت لفظی غیر لفظی دونون طرح پر ہوا کرتی ہے - غیر لفظی کی مثال اوپر مذکور ہوئی لفظی جیسے دلالت لفظ دیز کی لافظ پر طبعی وہ ہے جو امداث طبیعت سے پیدا ہو یہ دلالت بھی لفظی غیر لفظی دونون طرح پر ہوتی ہے لفظی جیسے اح اح کی آواز کھانسی پر دلالت کرتی ہے کہ جس وقت یہہ الفاظ منہ سے نکلتے ہین سننے والا بالطبع سمجھہ لیتا ہے کہ یہہ کھانسی کی آواز ہے غیر لفظی جیسے رنگینی چہرہ شخص خجل اور زردی وجل اور جیسے سرعت نبض بخار پر دلالت طبعیہ غیر لفظیہ حقیقت مین عقلیہ ہے یہ علامہ اور محقق دوانی کا بھی مسلک ہے - وضعیہ وہ دلالت ہے جس کو واضع نے کسی معنی کے لئے وضع کیا ہو کہ جس وقت وہ لفظ کہا جائے وہ معنی سمجھہ مین آ جائے یہہ دلالت بھی لفظی و غیر لفظی ہوتی ہے لفظی جیسے لفظ زید کی دلالت اوس شخص پر جس کا یہ نام ہے یعنے واضع نے لفظ زید کو اوس شخص کے مقابلہ مین اس غرض سے وضع کیا ہے کہ جب وہ لفظ زید کہا جائے وہ شخص سمجھہ مین آئے جس کا یہہ نام ہے غیر لفظی جیسے دوال اربعہ - خط - عقد - نصب اشارہ ۱۲ منہ -

(دس ہاتھ کپڑا) کہنے سے سر انگشت تک پر دلالت کرتا ہی حالانکہ تھا یہ
سر انگشت تک پر دلالت کرنے کے لئے بنایا گیا ہے یہ دلالت تضمنی ہے

(۳) لفظ جس معنی کے لئے بنایا گیا اوس معنی پر دلالت نکرے بلکہ ایک
غیر معنی پر دلالت کرے جو غیر معنی کہ اصل معنی کے لوازم سے ہے [ف]
جیسے لفظ حاتم کا سخی کے نسبت سخی آدمی کو کسی نے حاتم کہا تو حاتم کے
لفظ نے جو اوس سخی پر دلالت کیا صرف اسلئے کہ حاتم کا لازمہ سخاوت تھا
اور سننے والے سمجھ گئے کہ یہ شخص سخی ہے اور بسبب اشتراک سخاوت
اوسکو بھی حاتم کہا ہے۔ اسی طرح نوشیروان کا عادل پر۔ رستم کا پہلوان پر
شیر کا جری پر۔ گدہے کا احمق پر یہ دلالت التزامی ہے۔

دلالت تضمنی و التزامی کے لئے ضرور ہے کہ جو معنی کیا جاتا ہے وہی مشہور
و معروف ہو اور دلالت التزامی علوم میں متروک ہے اگرچہ اہل لسان

ف دلالت التزامی میں لزوم داخل نہ دلالت نہیں بلکہ باعتبار تحقق اس کی شرط ہے دلالت التزا
[می] وہ دلالت ہے جو معنی خارجی پر دلالت کرے مگر اس دلالت کا متحقق ہو سکنے کے لئے شرط ہے
کہ معنی خارجی و اصلی میں علاقہ لزوم ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لزوم صرف بلا نام ہے اس کا
علم التزامی نہوتا تو علاقہ لزوم کی شرط نہ ہوتی اور مشاقی اصطلاح کا مصداق نہ بلکہ ہو سکتے
کہ پھر کرینگے اور پھر [illegible] اور اصطلاح کی سوک جواب ہو گئی ہے نہ ہو سکے ہاں
اگر اس کا نام دلالت خارجی ہوتا تو لزوم کی شرط کی ضرورت نہ ہوتی بعد گفتگو میں وسعت ہو جاتی ہو
یہ بات کا بات [illegible] تھا مگر اوس سے روز مرہ میں کوئی قباحت پیدا نہ ہوتی۔ سب مسلم
اور اس میں ترجمہ تیسری قسم کی دلالت کا بالکلیہ متروک ہے ۱۲ احد

مرکب وہ لفظ جسکا جزو معنی کے جزو پر دلالت کرے جیسے زید کھڑا ہے اس لفظ
کے تین اجزا ہیں اور ہر ایک کا جدا معنی ہے ؀

جدول اقسام مرکب

قسم			نمبر	تعریف و مثال
تام	قضیہ		۱	جس میں نسبت تامہ خبریہ ہو۔ جیسے زید قایم ہے
تام	انشا	امر	۲	قول قایل بر سبیل استعلا و تحکم جیسے کر
تام	انشا	نہی	۳	منع قایل بر سبیل استعلا و تحکم جیسے مت کر
تام	انشا	تمنی	۴	اظہار خواہش ممکن ہو یا ناممکن جیسے کاش جوانی عود کرتی
تام	انشا	ترجی	۵	طلب شے ممکن جیسے زود آجاسے تو اچھا
تام	انشا	استفہام	۶	طلب فہم جیسے کیا تم گئے تھے
تام	انشا	دعا	۷	ادنی کا اعلی سے کسی چیز کا طلب کرنا جیسے الٰہی میری گناہ بخش دے
تام	انشا	التماس	۸	طلب شے مساوی سے جیسے رتیا آپ سے التماس کرتا ہے کہ کل میری پاس تشریف لاؤ
تام	انشا	ندا	۹	طلب توجہ و اقبال و تنبیہ جیسے اے عبداللہ
ناقص	تقییدی		۱۰	صفت مع موصوف یا مضاف مع مضاف الیہ جیسے گھوڑا سرخ یا زید کا غلام
ناقص	امتزاجی		۱۱	ایک شے دوسری شے میں مستغنی ہو جیسے (بعلبک)
ناقص	غیر امتزاجی		۱۲	جیسے (کمسن)

کلی وجزئی جس مفہوم کو نفس تصور میں شرکت منع ہو جزئی ہے ۔

نفس تصور کی قید اس واسطے لائی گئی کہ وہ کلیات جو نفس تصور کے سوا کسی اور وجہ سے مانع شرکت ہیں داخل
کلیات رہیں ۔ جیسے واجب الوجود ایک کلی ہے ۔ جسکا تصور نفس شرکت کا مانع نہیں ورنہ امتناع
شریک باری کے استدلال کی حاجت نہوتی بلکہ اور ہی وجوہات ہیں جو مانع شرکت ہیں ؀

دو معنی کلی جیسے لفظ زید جسکے تصور مین عمرو، بکر کا تصور نہین ہوتا اور انسان
جسکے تصور مین عمرو، بکر، خالد وغیرہ جملہ افراد انسانیہ کا تصور ہو سکتا ہے

---

۱ اسیطرح وہ مفہوم کلیات جنکی افراد خارج مین نہین پائے جاتے وہ انہی کلیات مین ہین جیسے لاشئے ایک کلی ہے
جسکے افراد کا خارج مین وجود نہین مگر اوسکا نفس تصور وقوع شرکت کا مانع نہین ہے اسلئے نفس تصور کی قید کی ضرورت ہوئی ۱۲ منہ

۲ اور واضح رہے کہ یہ بھی ایک لازمہ ہے کہ مفہوم کلیت و تحقق بر سبیل اجتماع ہو نہ بر سبیل بدلیت کیونکہ بعض جزئیات
ایسے ہین جو اس قید کے لحاظ کی صورت مین کلی ہین مثلاً جب ہم دور سے ایک جسم کو دیکھتے ہین ہر دو صورت کی نسبت یہ
خیال کرتا ہے کہ یہ جسم ہے ... یہ جو خیال مفہوم کلی ہے کیونکہ صورت واحدہ کو اشکال کثیرہ پر محمول کیا
اسیطرح جسکی نظر کمزور ہے ایک شخص کی نسبت خیال کرتا ہے کہ زید ہے یا عمرو بکر ہے یا خالد اور یہ ایک صورت
خیال مین نظر آیا پھر دوسرا اوسکی جگہ مین رکھا تیسرا رکھا اب عقل تجویز کرتی ہے کہ ہر ایک وہی ہے
جیسے کلی مفہومات درحقیقت جزئیات ہین کیونکہ یہ محمولات علی سبیل البدل ہین نہ علی سبیل الاجتماع ۱۲ منہ

۳ یہ مثال جزئی کی ہے ۱۲ منہ

۴ یہ مثال کلی کی ہے ۱۲ منہ

۵ ہر چیز مین تین چیزین ہین (۱) مفہوم (۲) مصداق (۳) مجموعہ مرکب مفہوم و مصداق از انجملہ کلی مین بھی یہ تینون
آتے ہین ۱ - مفہوم جیسا کہ کثیرین پر صادق ہوتا ہے جیسے مفہوم انسان یہ مفہوم ایک مفہوم کلی ہے - اس مفہوم
کو کلی منطقی کہتے ہین کیونکہ منطقی اوسی سے بحث کرتا ہے ۲ - موضوع مصداق اوس مفہوم کا یعنے وہ چیزین جن پر یہ
مفہوم صادق آتا ہے مثلاً انسان کا مفہوم جن موجودات خارجی ذاتون پر صادق آتا ہے وہ جزئی ذوات انسان
مصداق ہین اوسکو کلی طبعی کہتے ہین کیونکہ وہ موضوع مفہوم کلی ہین وجود طبعی ہے ۳ - مجموعہ مرکب عارض و
معروض یعنے مجموعہ مفہوم و مصداق اوسکو کلی عقلی کہتے ہین کیونکہ عقل کے سوا اور کسی کا کوئی ٹھکانا نہین
جیسے مجموعہ جس کے سوا کہین تحقق نہین ہوتا جب یہ بات سمجھ مین آگئی تو ایسا جاننا چاہیے کہ

منطق کو جزئیات سے کام نہین۔ کیونکہ جزئیات نہ کاسب ہین نہ مکتسب اور اون کا
انحصار مشکل ہے اور اون مین عموم و خصوص نسبتہ ایک کے عموم خصوص کو دوسری
کے عموم خصوص سے تطبیق نہین دیجا سکتی۔ علاوہ ابین اسلئے اونکا علم کسی اور
علم کا مستلزم نہین ہوتا۔

نسب کلیات

ایک کلی دوسری کلی سے کچھہ مناسبت رکھیگی (۱) یا نرکھیگی۔ رکھیگی تو (۲) ایک کلی مین جو اوس کے
جتنے افراد پائے جاتے ہین دوسرے مین وہی اور اوتنے ہی پائے جاینگے یا
کم و زاید۔ کم و زاید ہون گے تو (۳) یا ایک کے کل دوسرے کے اور دوسرے کے بعض
پہلے کے ہونگے۔ (۴) یا ایک کے بعض دوسرے کے اور دوسرے کے بعض پہلے کے۔ انکی
مثال مین سمجھو (۱) انسان اور پتھر دو کلیان ہین اس کو اوس سے علاقہ نہ اوسکو اس سے
تعلق نہ اوسکے افراد اسکے نہ اس کے اوس کے یہہ نسبت تباین کہلاتی ہے۔ (۲) انسان

کلی کے بھی تین اعتبارات ہین۔ (۱) بشرط لا شے۔ یعنی کلی کا تعین و عوارض سے خالی ہونا۔ اسکا نام مجرد [illegible]
(۲) بشرط شے یعنی مخلوط بعوارض ہونا (۳) لا بشرط شے یعنی دونون سے متعلق [illegible] اعتبار [illegible]
[illegible] ایک کلی [illegible] اعتبار مین [illegible]
[illegible] اعتبار مین [illegible]
[illegible]
[illegible]

اور ناطق انسان کے جو اور جتنے افراد ہین سب کے سب ناطق کے افراد
ہین اسیطرح ناطق کے جو اور جتنے افراد ہین وہی سب انسان کے ہین
یہ نسبت **تساوی** ہے (۳) انسان اور حیوان - انسان کے جو اور جتنے
افراد ہین حیوان کے بھی ہین مگر حیوان کے بعض انسان کے ہین اسکو
عموم وخصوص مطلق کہتے ہین (۴) انسان اور سفید بعض افراد انسان
سفید ہین - اور بعض اشیاے سفید انسان اس کو **عموم خصوص من وجہ**
کہتے ہین اور تباین جزئی سے بھی خطاب کرتے ہین تساوی مین ہمیشہ اجتماعی
حالت ہے - یعنے ہر ایک کے افراد دوسرے مین جمع ہو سکتے ہین اور تباین مین
افتراقی یعنے ایک کے افراد دوسرے مین جمع نہین ہو سکتے مگر عموم خصوص
مطلق مین تین حالتین ہین دو اجتماعی ایک افتراقی اجتماعی (۱) کل انسان
حیوان ہین یعنے انسان کے جتنے افراد ہین وہ حیوان مین جمع ہو سکے
(۲) بعض حیوان انسان ہین یعنے بعض حیوان کے افراد انسان ہین جمع
ہو سکے **افتراقی** - (۱) بعض حیوان انسان نہین یعنے حیوان مین بعض
افراد ایسے ہین جو انسان مین نہین ہین اسیطرح عموم خصوص من وجہ مین بھی
تین حالتین ہین دو افتراقی ایک اجتماعی **افتراقی** (۱) بعض سفید انسان نہین

اس کا استعمال مگر منطقیین مین کم ہے یعنے اس نام عموم خصوص من وجہ ہی کا استعمال ہے - ۱۲ منہ

یعنے سفید مین بعض ایسے افراد ہین جو انسان مین نہین - ۲ - بعض انسان
سفید نہین یعنے انسان مین بعض ایسے افراد ہین جو سفید مین نہین اجتماعی
۱ - بعض انسان سفید ہین یعنے انسان وسفید مین بعض ایسے افراد ہین
جو دونون مین جمع ہو سکتے ہین ان کے نقیضون مین حسب ذیل نسبتین
ہون گی - ۱ - تباین کے نقیض مین تباین جزئی کی نسبت ہوتی ہی کیونکہ
جاندار غیر حجر غیر شجر دونون کلیون کے افراد ہین[1] ۲ - تساوی کے نقیض
مین بھی تساوی ہوتی ہے جیسے جو غیر انسان ہے وہ غیر ناطق ہی وبالعکس
(۳) عموم وخصوص کے نقیض مین وہی عموم وخصوص کی نسبت ہوتی ہے
مگر عام کلی خاص اور خاص کلی عام ہو جاتی ہے جیسے غیر انسان غیر حیوان
ان دونون مین عموم وخصوص تو ہے مگر انسان جو خاص کلی تھی اوس کا
نقیض جو غیر انسان ہے غیر حیوان سے عام ہو گیا - (۴) عموم من وجہ
کے نقیض مین تباین جزئی ہوتا ہے کیونکہ گورا انسان نہ غیر انسان

---

[1] یہ اجتماعی [illegible] پیدا ہوا - اور چونکہ تباین مین انفصال حقیقی کی شرط نہین بلکہ [illegible] بھی تباین [illegible] پایا جاتا ہے جیسے حجر وشجر اسی لئے ان کے نقیضون مین تباین [illegible] بلکہ [illegible] - اگرچہ اون عینین کے نقیضون مین جنمین انفصال حقیقی ہو تباین کلی ہوا کرتا ہے - مگر اس [illegible] منطق مین قواعد کو [illegible] مین تباین جزئی [illegible] [illegible] دونون صورتون مین کم سے کم تغایر ضرور ہوگا - اور تغایر کا نقیض تباین جزئی ہے ۱۲ منہ

کلی اوسکا خاصہ ہوگی جیسے انسان وکاتب مین عموم خصوص ہے اور عام کلی
ان دونون مین انسان ہے اور وہ نوع ہے اسلئے کاتب بہ نسبت انسان
خاصہ ہے جن دو کلیون مین عموم من وجہ ہے ایک اون مین کی نوع ہوگی تو
دوسری اوسکی عرض عام ہوگی جیسے انسان وسفید مین عموم وخصوص من وجہ
ہے اور انسان نوع ہے اسلئے سفید عرض عام ہے۔ ان کے تعریفات منطقی
کتابون مین اس طرح مذکور ہین۔ (۱) جنس وہ کلی ہے جو مختلف الحقیقت
کثیرین پر مقول ہو (۲) نوع وہ کلی ہے جو متفق الحقیقت کثیرین پر مقول ہو (۳)
فصل وہ کلی ہے جو محمول ہو بجواب اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِی جَوْهَرِہٖ پس فصل
وہ کلی اور وصف ذاتی ہے جو حقیقت واحدہ سے مخصوص ہو۔ (۴) خاصہ
وہ کلی اور عرض مفارق ہے جو افراد حقیقت واحدہ سے مخصوص ہو (۵) عرض عام
وہ کلی اور عرض مفارق ہے جو افراد حقیقت واحدہ سے مخصوص نہو بلکہ اوس کے
غیر پر بھی عارض ہو اور اوس کا حصر اس طرح کیا جاتا ہے کہ کلی تمام ماہیت
ہوگی یا نہوگی جو تمام ماہیت ہے نوع ہے اور جو تمام ماہیت نہین داخل
ماہیت ہوگی یا خارج ماہیت جو خارج ماہیت ہے عرض عام ہے۔ اور جو
داخل ماہیت ہے یعنی [illegible] ہوگی یا مخصص عام ہوگی تو جنس ہے مخصص ہوگی تو

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۹)
ہوتا کیونکہ جنس نوع مین نسبت عموم وخصوص مطلق ہے اور نوع وعرض عام مین عموم من وجہ کی ایک حقیقت

ماہیتین جو مجہول ہین صحت کے ساتھ معلوم ہو جاوین اور اس کا قاعدہ
یہہ ہے کہ مجہول کو نوع فرض[1] کر لین پھر اوس کے جنس کے عموم کو فصل
یا خاصہ سے دور کرین تو جو مفہوم پیدا ہو گا وہی مجہول ہے مثلاً ہمکو انسان
کی حقیقت معلوم کرنی تھی سو ہمنے اوس کو نوع فرض کر لیا اور اس نوع
کی جنس یعنے حیوان کے عموم کو اوسکے فصل یعنے ناطق سے دور کرکے
ایک عبارت (حیوان ناطق) بنائی اس عبارت[2] کا مفہوم انسان کی

---

[1] یہہ فرض کرنا صرف اسلئے ہے کہ جنس متخرج ہو سکے کیونکہ جنس کا استخراج بغیر تعین نوع کے امر دشوار ہے اور چونکہ جنس فصل یا خاصہ ہی سے تعریف ہوتی تھی اور عرض عام جامع جمیع نوعیات کے تو کلیات خمس مین نوع ہی باقی رہگئی جو مجہول متصور ہوا جس وقت نوع متعین ہو گی اوس کا مساوی یعنے فصل اوس کے ذریعہ سے معلوم ہو سکیگا اور چونکہ فصل علت ہے اجنس معلول اسلئے علت سے معلول طرف التفات و توجہ باسانی ہو کر جنس معلوم ہو گی اور جب یہہ دونون معلوم ہو گئے حد مرتب ہو گئی ۔ ۱۲ منہ

[2] یہہ عبارت آئینہ کے مانند ہے جس مین حقیقت انسان کی صورت نظر آتی ہے یہہ عبارت گویا حقیقت انسان کی تفسیر ہے ایسی عبارت ایکہی ہو گی ورنہ حقیقتون کا متعدد ہونا لازم آئیگا اگرچہ مکن ہے کہ رسوم متعدد ہون مگر حد کا ایک ہونا لازمی ہے اگر کہا جاوے کہ حیوان کی تحدید کبھی قوت نامی متحرک بالارادہ سے کبھی جسم نامی حساس سے کیجاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حد متعدد ہو سکتے ہین یا تو یہہ دونون حد نہین ہین کیونکہ متعدد ہین یا قاعدہ غلط ہے کہ حد متعدد نہین ہو سکتے اسکا یہہ جواب ہے کہ حساس و متحرک بالارادہ گو لفظاً جدا جدا ہین مگر باعتبار معنی حقیقی دونون ایک ہی ہین کیونکہ جو متحرک بالارادہ ہے حساس ہے و بالعکس تو معلوم ہوا کہ دونون مین نسبت تساوی ہے اور ہر ایک بسبب ذاتہ جنس نامی کے فصل ہین اور اون کا مجموع مرکب بھی معناً وہی فایدہ دیتا ہے جو ہر واحد دیتا ہے پس فصول جدا جدا نہوی ۔

اور ضرور ہے کہ حد تام مین تعریف و ترتیب و منع دور وانکا جمع نہ پایا جاوے اور حال ایسکا گو یہان لکھا جاتا ہے کہ جب حد تام ہوتے ہین طرداً و عکساً (جامع مانع) ہونے سے خالی نہ ہونگے مگر اس سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت ہے اگر حد تامہ مین دخل نہین کیونکہ حد وہ مرکبات تقییدی ہوا کرتے ہین جن میں کا

حقیقت سے اس عبارت کو مُعَرِّف بکسرِ را و قولِ شارح کہتے ہیں اور معرِّف و معرَّف میں نسبت تساوی کا ہونا ضرور ہے ورنہ تعریف جامع ومانع نہ ہوگی ایسے جامع مانع تعریفات کو حدود ورسوم کہتے ہیں جس کے اقسام جدول ذیل میں مذکور ہیں۔

حد		رسم	
تام	ناقص	تام	ناقص
جب جنس وفصل قریبین سے مرکب ہو جیسے حیوان ناطق	جب فصل قریب یا جنس بعید وفصل سے مرکب ہو جیسے ناطق یا نامی ناطق یا جسم ناطق	جب جنس قریب وخاصہ سے مرکب ہو جیسے حیوان کاتب	جب صرف خاصہ یا جنس بعید وخاصہ سے مرکب ہو جیسے کاتب یا نامی کاتب یا اجسام کاتب

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۲) ... ان پر حمل نہیں ہوتا جو تعریفات میں ہوا کرتا ... جس کی وجہ سے نقیض ومنع ومعارضہ کی گنجائش ہوتی ہے پس یہ کہا جائے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ انسان حیوان ناطق ہے کیونکہ ایک لفظ اس طرح کا کہنا ہے جیسے کاتب کے نسبت کہا جائے ہم تسلیم نہیں کرتے کہ تم کاتب ہو اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نقیض ومنع ومعارضہ حکم کو چاہتے ہیں لیکن تعریف وغیرہ میں منافاة نہیں ہوتا اور دلیل طلب نہیں کیجاتی جب تک کسی بات میں حکم نہ ہو۔ اور حد وغیرہ میں دلیل ہے نہ حکم۔ البتہ احکام ضمنیہ میں نقض ومنع ومعارضہ ہو سکتا ہے جیسے کہہ سکتے ہیں کہ مفہوم حیوان ناطق انسان کے حد ہونے کو ہم نہیں مانتے علی ہذا حیوان جنس اور ناطق فصل ہونیکو ہم تسلیم نہیں کرتے۔ حیوان ناطق حد تام کیوں نہیں ہے۔ اور ناطق کے خاصہ نہ ہونے پر کون امر مانع ہے اور ماشی وضاحک اوس کے جنس وفصل نہ ہونے پر کون دلیل ہے۔ علی ہذا ایسے ہی ضمنی احکام میں کلام ہو سکتا ہے اور اوس کا دفع کرنا بھی از روئے حقیقت دشوار ہے اگرچہ از روئے اعتبارات آسان ہو۔ اور یہی وجہ ہے جو علما حدود میں گفتگو زیادت بہر حال منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ملک ایسا جدال ہے جو مقصود اہم سے شروع کرنے سے پہلے ہوتا ہے۔ اور بحث وجنگ وسے البتہ جامع مانع ہونے کے بارہ میں نقض جائز ہے مانع ہونے کے مراد طلب دلیل ہے ۱۲ منہ

باب دوم تصدیقات مین اس مین دو فصلین ہین فصل اول مبادی دوم مقاصد

فصل اول مبادی - قضیہ موضوع اور محمول اور نسبت سے مرکب ہوتا ہے
اور اوس مین صدق و کذب کا احتمال اور شک و اذعان کے متعلق ہونیکی
صلاحیت ہوتی ہے مگر اوس کی تحدید دشوار ہے اسی لئے مختلف
تعریفات کئے گئے ہین بعض کہتے ہین کہ قضیہ وہ ہے جس مین احتمال
صدق و کذب ہو - یہہ تعریف بلحاظ مفاد قضیہ ہے اور بعضون کا قول ہے
کہ قضیہ وہ ہے جس کا مدلول تصدیق ہو - غالباً یہہ تعریف اس منشا پر
کی گئی ہے کہ وہ جو منطقیون کا قول ہے کہ قضیہ متحقق نہین ہوتا جب تک
حکم اوس پر عارض نہو راست آسے مگر یہہ تعریف غلط[1] ہے - ان تعریفون
سے کہین بہتر یہہ تعریف ہی کہ قضیہ وہ قول ہے جسمین صلاحیت تعلق
حکم ہو اور اوس سے بہتر[2] یہہ ہے کہ قضیہ قول حملی ہے - اگرچہ یہہ تعریفین اس

---

[1] کیونکہ قضیہ دال اور تصدیق مدلول ہو تو قضیہ کا عین تصدیق ہونا لازم آئیگا حالانکہ قضیہ
تصور ہے اور تصور و تصدیق بالذات ایک دوسرے کے مغایر ہین اور اجزائی قضیہ کے پائے
جانے ہو سے قضیہ کا تحقق بدون عروض اذعان نہونا خود غلط ہے جیسے بہت قریب مین
اوسکی تحقیق کیجائیگی انشاء اللہ تعالی - واضح ہو کہ صاحب مبادی الحکمت اردو نے بھی یہی
تعریف کی ہے ۱۲ منہ

[2] بہتر اس لئے کہ قضیہ مین جو کچھ ہوتا ہے وہ حمل ہی کیونکہ قضیہ ایک حکایت ہے اور جس
حالت کی حکایت ہے وہ ایسے دو چیزون کی اتحادی حالت ہے جو ذہن مین متغایر ہین
اور قضیہ مین مراد وہ متغایر یا دو سی اتحادی طور پر جو خارج مین متحد سمجھے جاسکتے ہین -

پیشتر نہ سنی گئی ہون - بہرحال قضیہ متقدمین کے پاس تین چیزون سے
مرکب ہے - موضوع - محمول - نسبت تامہ خبریہ - اور متاخرین نسبت تقئیدیہ کو اس
پر زائد کرتے ہین اس بنا پر کہ یہ نسبت نہو تو شک کس کے متعلق ہو حالانکہ
نسبت تقئیدی صالح تعلق شک نہین کیونکہ شک حکایت مین ہوتا ہے
اور حکایت نسبت تامہ مین پائی جاتی ہے - البتہ یہ بات ہے کہ جن قضیون

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۹) نا حکایت محکی عنہ کے مطابق ہو جیسے دیوار پر سفیدی چڑھی ہو تو یہ ایک
ایسی حالت ہے جو خارج مین ضمنا کیفیت کے ساتھ مختلف وموجود ہے مگر ذہن مین یہ دو علیحدہ
چیزین ہین - دیوار اور چیز ہے سفیدی اور چیز ہے اگر ان دونون کو اس طرح متحد کیا جائے
جس طرح خارج مین متحد ہوتا ہے کما سنبینہ انشاء اللہ تو عبارت کہ اس کی حالت
کو اپنے مین رکھتی ہے وہ قضیہ ہے یعنے (دیوار سفید ہے) یہ عبارت دیوار پر سفیدی کو محمول
کر کے دونون مین وہی اتحاد پیدا کرتی ہے جو اتحاد کہ خارج مین موجود تھا پس ظاہر ہو گیا کہ نرالی بحث ہین
تعریفات قضیہ ہے اور عجب نہین کہ یہی فصل قریب ہو ۱۲ منہ

سلہ اجزاے قضیہ کی تعداد مین بھی اختلاف ہے متقدمین قائل تثلیث ہین اور متاخرین نسبت تقئیدیہ کو
بڑھا کر تربیع اجزاے قضیہ کی تجویز کرتے ہین دلیل یہ کہ جب تصور و تصدیق باہم متغایر ہین اور [illegible]
قضیہ کی تصور ہے تو ضرور ہوا کہ تعلق شک کے لیے بھی کوئی متعلق ہو جیسے متعلق تصدیق کے لئے
ایک متعلق ہے اور جب ایسا متعلق ہونا ضرور ہے تو وہ نہوگا سوائے نسبت تقئیدی کے یعنے
ایسی نسبت کے جس سے طرفین باہم مقید ہوکر جہان [illegible] تصور و تصدیق یعنے شک واذعان
مین فرق بھی نہ رہیگا پس لازم آیا کہ نسبت تامہ خبریہ کے علاوہ ایک نسبت تقئیدی بھی جزو قضیہ
ہو جس سے شک متعلق ہو سکے ایسے قضیہ کی یہ عبارت ہوگی [illegible] (سفید دیوار) یا نسبت تامہ
خبریہ جو معروف ہے یا انہین مین پائی جاتی ہے مگر یہ دلیل باطل ہے کیونکہ تصور و تصدیق کا تغایر
باہمدیگر ہونا بسبب ذات ہے نہ بسبب تعلق یعنے تصور و تصدیق کا ایک دوسرے سے جدا ہونا اس
وجہ سے نہین کہ دونون جس سے متعلق ہوتے ہین ان شیؤن کے علیحدہ علیحدہ [illegible]
چیزے ہین بلکہ ان کی علیحدگی ذاتی ہے - تصور کیفیت [illegible] صورت حاصلہ ہے اور تصدیق [illegible]
شک کا تعلق نسبت مین [illegible] گو شک تردد ہوتا ہے تو حکایت [illegible]
ہوتا ہے اور حکایت نسبت تامہ خبریہ مین پائی جاتی ہے کیونکہ صدق وکذب کا احتمال نسبت [illegible]

ہیں اذعان نہ ہو وہ قضایا علوم میں نکارآمد نہیں ہیں کیونکہ مدار حکمت حقائق یقینیات

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۵)

ہیں جن کی اطراف متعقل ہوں تو کہنے کے نسبت مشکوک یقینی ہوسکتا ہے کہ مرکب تصدیقی جیسے (سفید دیوار) ایک ایسا
مرکب غیر تام ہے جس کی نسبت نہ شک ہو سکتا ہے نہ ظن نہ یقین بخلاف اس کے جب کہا جائے
کہ (دیوار سفید ہے) اس وقت تردد ہو سکیگا کہ سفید ہے یا نہیں یا ظن و یقین ہوگا کہ یہ
نسبت یہ حکایت اور یہ بیان مطابق واقع ہے یہ جواب بہ نسبت متاخرین جو کہ قائلین تربیع قضیہ میں کافی
ہے مگر اس پر تمام پر ایک اور اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ منطقیوں کا ایک مشہور قول ہے کہ قضیہ قضیہ نہیں ہوتا
جب تک محکوم بحکم نہ ہو یعنی وہ مرکب قضیہ نہیں جو صرف موضوع و محمول و نسبت سے مرکب ہو بلکہ وہ مرکب
قضیہ ہے جو ان تینوں کے علاوہ کسی اور چیز کا بھی معروض ہو اور وہ اور چیز اذعان ہے اور جب ایسا
ہو تو قضیہ کی تثلیث باقی نہیں رہتی بلکہ تربیع کی ضرورت ہوتی ہے اس اعتراض کا یہ جواب ہے کہ اجزاء
قضیہ تو تین ہی ہیں مگر قضیہ کا تحقق ایک شرط پر موقوف ہے جو خارج قضیہ ہے اور وہ شرط حکم ہے۔ اس
جواب پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ جب کسی مرکب کے تمام اجزا محقق ہوں تو اس مرکب کا تحقق لازمی ہے کیونکہ
شے عبارت ہے اجزائے شے سے اور قضیہ کے اجزا پائے جائینگے بعد بھی قضیہ نہ پایا جائے تو
لازم آئیگا کہ یہ اجزا کل اجزائے قضیہ نہیں بلکہ ایک جزو اس کے سوا بھی ہے جس کے پائے جانے کے بعد
کل اجزا پائے جائینگے اور قضیہ متحقق ہوگا اسکا یہ جواب ہے کہ قضیہ کل عرضی ہے۔ اور کل عرضی کا تحقق
معروض کے تحقق پر لازمی نہیں بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کا تحقق کسی اور شرط و اعتبار پر موقوف
ہو جیسے کاتب ایک کلی ہے اور حیوان ناطق اس کے مصداق کے تمام اجزا ہیں یا یہ حیوان ناطق کاتب کا

اصلیۂ اشیا پر ہے اور وہم و شک کو حقیقتون مین دخل نہین - رہی یہہ بات
کہ ظن جو تصدیق کی ایک قسم ہے اوس سے کیا مراد ہے - آیا وہ احتمال راجح و
مرجوح سے مرکب ہے یا محض احتمال جانب راجح بحالت بساطت پہلا قول
امام فخرالدین رازی اور بعض منطقیون کا ہے مگر وہ معقول نہین کیونکہ شک
و ظن و یقین بسایط ہین اور ظن حکم بطرف راجح کا نام ہے البتہ عقل حین تعقل
جانب مرجوح کا لحاظ کرتی ہے اوسکی بھی ایک طرح کی تجویز کرتی ہے اس سے
یہہ سمجھنا کہ احتمال جانب مرجوح کی تجویز اوس حکم مین داخل ہے کسی طرح درست
نہین ورنہ اجزا سے قضیہ کا چار ہونا لازم آئیگا کیونکہ نسبتین [illegible] ہین گی

یونانی مین -(استن) فارسی مین -(ہے) اُردو مین[۱]-

حمل لغت مین حکم یہ ثبوت یا نفی ثبوت کو کہتے ہین اور اصطلاح مین اتحاد دو متغایر ذہنی کا جو از روے وجود متحد ہین موافق اوس طور کے جو خارج مین ہے مثلاً فرض کرو کہ زید لکھ رہا ہے - اوسوقت از روے وجود خارجی زید اور لکھنے مین اتحاد پیدا ہے مگر ذہن مین زید اور کتابت علیحدہ علیحدہ اشیا ہین اب اگر حالت خارجی و ذہنی مین اسطرح اتحاد پیدا کیا جاے کہ جسطرح وہ لکھ رہا ہے وہی حالت ذہن مین نہ ہون ہو تو لامحالہ زید و کتابت مین ایک اتحاد مطابق اوس اتحاد کے ذہن نشین ہوگا جو زید و کتابت مین خارجاً موجود ہے ایسے اتحاد کو حمل کہتے ہین اور وہ اس قضیہ کے مفہوم مین پایا جاتا ہے کہ (زید کاتب ہے) اور یہہ عبارت گویا تصویر ہے اوس اصل واقعہ کی جو خارج مین موجود ہے[۲]-

---

[۱] مبادی الحکمت جو منطق مین اردو کی کتاب ہے اوس مین لکھا ہے کہ نسبت حکمیہ قضیہ سے مفہوم ہوتی ہے اور اوسکے لئے کوئی خاص لفظ نہین اور الفاظ ہے و نہین ایقاع نسبت یا سلب نسبت یعنے حکم پر دلالت کرتے ہین مگر یہہ صحیح نہین کیونکہ قطع نظر اسکے کہ خلاف تصریحات قوم ہے لازم آئیگا کہ قضایا سے غیر منحرفہ ہی یا نہین سکے الفاظ نہون حالانکہ اب نہین بلکہ (ہے) و (نہین) وغیرہ ایسے الفاظ ہین جو مرکب غیر تام کو تام کر دیتے ہین اور اوسوقت بہی ایکا قضیہ مین ہونا ضروری ہوتا ہے جب حکم یعنے ایقاع یا سلب نسبت ہو مگر یہہ لفظ حکم پر دلالت کرنے والے ہوتے تو اوس قضیہ مین انکا ہونا ضروری نہتا جس قضیہ مین حکم نہو بخلاف اسکی انکا ہونا اوس مرکب مین بہرحال ضروری ہے جو مرکب کتام اور بائع قضیہ سو سوم ہو تام اسکو وہ معروض حکم ہو یا نہو - ۱۲ منہ

[۲] حمل دو تقسیم پر منقسم ہے اول تقسیم اول مین دو قسمین ہین ۱ - حمل اولی ۲ - حمل شائع متعارف - ۱۲ منہ

تصدیق معنی اذعان قضیہ کو کہتے ہین یعنی تصدیق اس امر کی کہ محمول
موضوع کے لئے واقع مین ثابت ہے۔ اور تصدیق دو طرح پر ہے
تفصیلی و اجمالی۔ تفصیلی وہ تصدیق ہے جسمین موضوع و محمول و نسبت
علیحدہ علیحدہ ملحوظ ہون اور حکم باتحاد جداگانہ کیا جاے جیسے (دیوار
سفید ہے) مین پہلے دیوار کا علم ہوتا ہے پھر سفیدی تصور ہوتی
ہے۔ پھر کیفیت نسبت ذہن مین ہوتی ہے اوسکے بعد حکم باتحاد
طرفین کیا جاتا ہے۔ اجمالی وہ تصدیق ہے کہ طرفین کا اتحاد
عالم کے پاس ایک ہی مرتبہ منکشف ہو جیسے ہمنے دیکھا کہ دیوار سفید
ہے اور دیوار و سفیدی کا اتحاد ایک مرتبہ مجملتہ منکشف ہو گیا

حمل اولی وہ ہے جس کا محمول عین موضوع ہو جیسے (زید زید ہے) یہ حمل بدیہی ہے اسی سے
اسکا نام اولی ہوا کیونکہ اولیات اکثر بدیہیات ہوا کرتے ہین۔ البتہ کسی وقت بادی النظر مین نظری بھی
ہوتا ہے جیسے وجود واجب ہے جس وقت کہ وجود مین واجب اور واجب مین وجود بعینہ پایا جاے۔ ۲ حمل
شایع متعارف وہ حمل ہے جسمین مجرد اتحاد ہو یہ بھی دو طرح کا ہے ۱ حمل جزئیات ۲ حمل مفہومات
حمل جزئیات وہ حمل ہے جسمین موضوع محمول کا جزئی ہو۔ یا ایک کے جزئیات دوسرے
کے جزئیات ہون جیسے (زید انسان ہے) یا (انسان کاتب ہے) ۲ مفہومات وہ ہے
جس کا موضوع کل یا جز سے مقصود ہو اور وہ چار ہین ۱ موجبہ کلیہ ۲ موجبہ جزئیہ ۳ سالبہ کلیہ
۴ سالبہ جزئیہ۔ یا جو اون کے حکم مین ہون جیسے مہملہ جزئیہ کے حکم مین ہے۔ تقسیم دوم یہ بھی
دو قسمین ہین ۱ حمل بالاشتقاق ۲ حمل بالمواطاۃ۔ حمل بالاشتقاق وہ ہے جو حمل مین محمول لگا ہو۔
اور ایسا محمول عربی مین فی اور ذو اور ل لگانے سے ہوتا ہے۔ فی جیسے زید فی الدار یعنی
زید گھر مین ہے۔ اور ذو جیسے زید ذو مال یعنی زید صاحب مال ہے اور ل جیسے له مال
اوسکو مال ہے پس ایسا حمل با محمول ایسکو حمل بالاشتقاق کہتے ہین بواسطہ ان حروف کے جو تعلق
محمول پر دلالت کرتے ہین اور حمل المواطاۃ وہ حمل ہے جو بغیر واسطہ کے ہو جیسے الکاتب صادق
علی الحیوان یعنی کاتب انسان پر صادق ہے ۱۲ منہ

یہ[1] اجمالی و تفصیلی کہنے کو تو ہے مگر حقیقت مین نہین کیونکہ تصدیق حکم
اور حکم بسیط ہے۔ اور بسیط صلاحیت تقسیم و تفصیل اجمال نہین رکھتا مگر فی الجملہ۔

متعلق حکم ۔ بعضون کا قول ہے کہ حکم نفس معنی قضیہ سے
متعلق ہوتا ہے۔ یعنی قضیہ جو موضوع و محمول ملحوظ بلحاظ استقلال اور
نسبت رابطہ ملحوظ بلحاظ غیر استقلال سے مرکب ہے[2] اوس سے متعلق
ہوتا ہے۔ اور بعضون کا قول ہے کہ معنی اجمالی یا تفصیلی سے متعلق
ہوتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ موضوع و محمول سے متعلق ہوتا ہے اور
حال مین کہ موضوع و محمول نسبت رابطہ سے مربوط ہو اور یہ قول شیخ کا ہے

---

[1] اگر کہا جاوے کہ اجمال و تفصیل مین منافات ہے تو شے واحد مجمل و مفصل کیونکر ہو سکتی ہے
اوس کا جواب یہ ہے کہ اجمال و تفصیل کا وجود شے واحد مین بہت زائد ہے بلکہ شے واحد [illegible]
کہ بحسب اوقات و جہات کوئی قباحت نہین کیونکہ پہلے تصدیق تفصیلی پائی جاتی ہے پھر اجمالی کیفیت
ہوتی ہے یہان اجمالی حالت کہ اجمالی طور پر متصور ہونے کے وقت جو اجمالی کہنے سے یہ مراد
ہے کہ یہ اجمالی کسی وقت تفصیلی تھی کیونکہ تھی تو کب تھی جب کہ تفصیلی تھی اور اب جو اجمالی کہی جاتی ہے
بسبب باقی نہین [illegible] ہے جو اجمالا متصور ہوتی ہے فلا منافاة ۱۲ منہ

[2] موضوع و محمول کا مستقل ہونا تو ظاہر ہے مگر نسبت اسلئے مستقل نہین کہ وہ بھی حرف ہے [illegible]
تعلق و نسبت بھی اپنا معنی [illegible] موضوع و محمول کی محتاج ہے کیونکہ یہ [illegible] نسبت ہے [illegible]
کہ نسبت غیر مستقل ہے [illegible] غیر مستقل ہے اور قضیہ مستقل [illegible] موضوع و محمول [illegible]
یہی نسبت سے مرکب ہوتا ہے [illegible] غیر مستقل [illegible] غیر مستقل ہوا اور اس کا [illegible] مرکب
غیر مستقل [illegible] غیر مستقل [illegible] بلکہ نسبت جو غیر مستقل ہے موضوع
و محمول کی محتاج ہے جو اجزا اوس مرکب کے ہین قضیہ کے [illegible] ۱۲ منہ

جو میرزاہد علیہ الرحمہ کا مختار ہے اور بعض صرف محمول سے متعلق ہونیکے
قائل ہین۔ مگر مشہور یہہ ہے کہ حکم متعلق بہ نسبت ہوتا ہے جس
حال مین کہ نسبت لحاظ استقلالی سے ملحوظ ہو جسکو کیفیت وقوع کہتے
ہین اور جو قضیہ کی جزو ہے۔ مگر حق یہہ ہے کہ متعلق تصدیق نفس
قضیہ ہے۔ یعنے ہیئت ترکیبیہ قضیہ کا مفاد جو اتحاد محمول بموضوع ہے ملحوظ
بلحاظ وحدانی ہو کر محکیہ مذعون ہو جو درحقیقت محکی عنہ ہے اوس وقت
تصدیق اوس کیفیت کے ساتہ متعلق ہوتی ہے پس تصدیق کا اصل
متعلق وہی کیفیت محکی عنہ ہے[۵۱] جسکو نفس قضیہ کہنا چاہیے۔

اصطلاحات

۱۔ ج۔ ایک ایسا حرف ہے جسکو منطقیون نے اختصاراً موضوع
پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا ہے کہ جب وقت (ج) کہا جاوے
اوس سے مراد موضوع ہو۔[۵۲]

۲۔ ب ایضاً محمول کے لئے۔

۳- قضیہ مرکبہ - یعنے قضیہ شرطیہ اور شرطیہ وہ قضیہ ہے جسمین ایک امر
کا ثبوت و سلب دوسرے امر کے ثبوت و سلب پر موقوف ہو یا دونون
مین حکم بتنافات ہو جیسے (اگر آفتاب نکلا ہے تو دن ہے) یا جیسے
(یہ عدد طاق ہے یا جفت) چونکہ اس کے طرفین مرکب

محمول کے عوض اختصار ان حروف کا استعمال کرتے تھے اور جب عربی مین منطق لی گئی - یہی طریقہ جاری رکھا گیا اور حروف
ج - و - ب موضوع و محمول کے لئے قرار پائے - اس علاوہ دفع توہم بھی مقصود تھا - کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ جو انسان ہے
حیوان ہے وہم ہو سکتا ہے کہ شاید اسی مادہ مین یہ حکم ہے بخلاف اس کے جب کہا جائے کہ ہر ج ب ہے تو ایسا وہم نہین
ہو سکتا بلکہ بلا تکلف تو تفہیم ہو جاتا ہے کہ ان حروف سے موضوع و محمول مقصود ہے - الغرض ان حروف سے یہ بتانا
مقصود نہین کہ ہر ج ب ہے و ب ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ جس پر ج صادق آتا ہے اوس پر ب صادق آتا ہے
نہ یہ کہ یہ بتانا ہو کہ ج و ب باہم مترادف ہین اور ان دو دال کا ایک مدلول ہے - ان حرفون کی تخصیص
کی یہ وجہ ہے کہ الف اول الحروف ہے مگر اوس کا تلفظ بحالت حرکت ہمزہ ہے اور بحالت سکون حرف علت اور اکثر دشوار ہوا اور
ہمزہ کی تحریر کی کوئی خاص شکل نہ تھی اب رہا ب اوسکو منتخب کیا اور ت و ث کو چھوڑ دیا کیونکہ انکی صورت
ب سے مشابہ ہے - اور التباس کا احتمال ہے اس لئے ب و ج مقرر ہوئے لیکن چاہیے تھا کہ موضوع
کے لئے ب اور محمول کے لئے ج ہوتا ایک مصلحت سے ایسا نہ کیا گیا وہ یہ کہ اصلی صورت و ترتیب باقی نہ رہی
اگر یہی ترتیب ہوتی تو شبہ ہوتا کہ شاید حروف ابجد کا سلسلہ بیان کیا گیا ہے اور موضوع و محمول
مراد نہین ہین اس لئے عکس کر دیا گیا -

لائق مصنف صاحب علم نے فاضل چوہدری عبد الحکیم سیالکوٹی کے برخلاف یہ رائے دی ہے کہ ان حروف کی
اصلی صورت نکالنی چاہیے یعنے لکھنے پڑھنے مین ج - ب - لکھنا پڑھنا نہ چاہیے بلکہ جیم - با یقینا
منطقیون عربی لکھنا پڑھنا چاہیے - اور فاضل موصوف کے یہ وجوہات ہین کہ جیم و با الفاظ معنی دار ہین
اور اوس کا معنی بمدلول حروف ج - ب سے - جیم دال ہے اور ج مدلول اور
با دال ہے ب مدلول تو ایسے مقام پر معنی دار الفاظ کا استعمال مناسب نہین بلکہ بعض
اوس کے حالت بسیط رہے صورت اصلیہ ہونی چاہئے جس مین کوئی معنے نہ ہو - اور

ہوتے ہین اسلئے اوسکو قضیہ مرکبہ کہتے ہین[ل] ۔

۴ **قضیہ مفردہ** ۔ یعنے حملیہ اور حملیہ وہ قضیہ ہے جس مین ایک شئے کا ثبوت دوسری شئے کے لئے ہو یا نفی ایک شئے کے واسطے دوسری شئے کے جیسے (زید کاتب ہے) اس مین کتابت زید کے لئے ثابت کی گئی یا (زید کاتب نہین ہے) اس مین زید کے لئے کتابت کی نفی ہوی

۵ **قضیہ معدولۃ الموضوع**[ت] وہ قضیہ جس کے موضوع مین حرف نفی ہو جیسے (بیجان درخت ہے)۔

۶ **قضیہ معدولۃ المحمول** وہ قضیہ جس کے محمول مین حرف نفی ہو جیسے (درخت بیجان ہے)

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۲)
[illegible] نا ہین مسلم نے بھی اوسکی تائید و تصویب کی ہے اور قیاس قطعیات قرآنی کو قیاس مع الفارق ہونا بتایا ہے کیونکہ وہ منجملہ امور توقیفیہ سے ہے جس کے وجوہات ما سوا اسکے ہم واقف نہین ہین ۔ اور مین جو دسیکم بہتر جانتا ہون نہ صرف ادس [illegible] سے جو مذکور ہوی بلکہ ایک اور دلیل سے بھی وہ یہ ہے کہ ترک [illegible] حتیار **الف** کی وجہ یہ بیان کیگئی ہے کہ ابتدا بالسکون لازم آتا ہے اور ابتدا بالسکون کی قباحت [illegible] واقع کمفظ ہی [illegible] اصل [illegible] **الف** ادا کیا جائے تو معلوم ہوا کہ [illegible] صوت کا ادا کرنا مقصود ہی [illegible] ترک **الف** پر کوئی دلیل نہین اور جب اصلی صوت کا نکالنا مقصود ہے تو **ج ب** کہنا چاہئے نہ جیم و با ۱۲ منہ

ل مطلب یہ کہ شرطیہ مین مقدم و تالی ہر ایک جملہ مرکب ہوتے ہین ۔ اور ہر شرطیہ مین دو جملے جیسے (اگر آفتاب نکلا ہے) جو مقدم ہے اس مین حرف شرط دور کیا جائے تو (آفتاب نکلا ہے) [illegible] رہتا ہے ۔ اور وہ ایک قضیہ حملیہ ہے اسیطرح (تو دن ہے) مین تو دور کیا جاوے تو (دن ہے) ہو باقی رہتا ہے وہ بھی قضیہ حملیہ ہے یہی وجہ ہے جو اسکو مرکبہ کہتے ہین ۔ ۱۲ منہ

ت قضیہ معدولۃ [illegible] معدول [illegible] ہوتا ہے [illegible] جس کے موضوع [illegible]

۷۔ قضیہ معدولۃ الطرفین۔ وہ قضیہ جس کے موضوع محمول دونوں میں حرف نفی ہو جیسے بےحس بیجان ہے۔

۸۔ قضیہ محصلہ[۱] وہ قضیہ حملیہ ہے جو معدولہ نہو یعنے اسکے موضوع یا محمول یا دونوں میں حرف نفی نہو۔

۹۔ طرفین اجزاے قضیہ یعنے موضوع و محمول یا مقدم و تالی۔

۱۰۔ موضوع مبتدا۔ یعنے مثال (زید سوتا ہے) میں لفظ زید مبتدا یعنے موضوع ہے

۱۱۔ محمول خبر جیسے لفظ (سوتا) مثال مذکور میں۔

۱۲۔ مقدم شرط[۲] یعنے جزو اول قضیہ شرطیہ جیسے (اگر آفتاب نکلا ہے)

۱۳۔ تالی۔ جزا یعنے جزء دوم قضیہ شرطیہ۔ جیسے (تو دن ہے)

۱۴۔ نسبت حکمیہ۔ موضوع و محمول کا رابطہ جو موضوع کو وصف محمول سے متصف یا اتصاف سے منتزع کرتا ہے۔

۱۵۔ ملازمہ[۳]۔ مقدم و تالی کا رابطہ جو تالی کو مقدم کے ساتھہ پیوند دیکر تالی کو

بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۳) حرف نفی ہو۔ معقولہ وہ کہ حرف نفی نہو مگر معنی میں حرف نفی کا مفہوم مستفاد ہو۔ جیسے (زید اندھا ہے) یہ قضیہ معدولہ معقولہ ہے اور محصلۃ الملفوظ ۱۲ منہ

[۱] موجبہ کو کبھی محصلہ بھی کہتے ہیں جیسے سالبہ کو بسیطہ سے بھی اسیوقت تعبیر کرتے ہیں ۱۲ منہ

[۲] شرط ایک امر کو دوسرے امر پر متعلق کرنے کو کہتے ہیں۔

[۳] مقدم و تالی میں لزوم ضرور رہتا ہے مثلاً اگر آفتاب نکلا ہے تو دن ہے ۱۱ اس میں مقدم کے وجود کے ساتھ تالی کا وجود لازم ہے اور اسیکو لزوم کہتے ہیں البتہ لزوم دو طرح پر ہوتا ہے۔ بعلاقہ علیت یعنے متلازمین سے کوئی

بحث جہات

کوئی چیز دور سے نظر آئے۔ اور وہ پتھر ہو اور ہم سمجھین کہ درخت ہے اور زبان سے کہین کہ گھوڑا ہے تو اوس چیز کی تین حقیقتین ہوین ایک وہ جو نفس الامر سے ہے دوسری وہ جو عقل مین ہے تیسرے وہ جو ہمارے الفاظ مین ہے۔ ان تینون کے تین نام ہین وجود نفس الامری مادہ وجود عقلی جہت اور وجود لفظی موجہ اور مواد چار ہین ؛

(۱) کوئی چیز کسیکی طرف اس طرح منسوب ہو کہ اوس سے کسیطرح منفک یعنے جدا نہو سکے نہ اوس وقت جب زمانہ ملحوظ ہو نہ اوس وقت جب نہو جیسے حیوانیت انسان سے کسیصورت جدا نہین ہو سکتی نہ نفس الامر مین نہ تجویز عقل مین اسکو ضرورت کہتے ہین۔ اسکا قضیہ موجبہ یہ ہوگا رضرور ہر انسان ہے وہ حیوان ہے۔

۲۔ اسطرح منسوب ہو کہ کسی خاص حالت مین منفک ہو سکے اگرچہ نہین ہوتی مگر عقل تجویز کرتی ہے کہ شاید ہو جیسے ہمیشہ انسان کے بدن مین خون دورہ کیا کرتا ہے۔ اسی مادہ کو دوام کہتے ہین جو تینون زمانون پر شتمل ہو۔ اور دوام ضرورت سے عام ہے۔ کیونکہ جو ضروری ہے وہ دایم ہے۔ مگر ضرور نہین کہ جو دایم ہے وہ ضروری بھی ہو۔

۳- اس طرح منسوب ہو کہ زمانہ حال[1] مین تو منفک نہین ہے - یعنے بالفعل
تو یہہ نسبت موضوع سے جدا نہین جیسے (زید بالفعل کاتب ہے) اس مادہ
کو اطلاق اور فعلیۃ کہتے ہین - اور یہہ ضد دوام ہے اور دوام سے
عام کیونکہ جو دایم ہے وہ بالفعل ہے مگر جو بالفعل ہے اوسکا دایم ہونا
ضرور نہین -

۴- اس طرح منسوب ہو کہ انفکاک ضروری نہو جیسے ممکن ہے کہ فلان
چمار ساری دنیا کا بادشاہ ہو جائے - یہہ نسبت کسی زمانہ مین نہین پائی
جاتی اور جس طرح ضرورت زمانہ سے مستغنی ہے یہہ بھی ہے مگر
پھر ہونا کچھ ضروری نہین ایک امکان ہے کہ شاید ہو جائے ۔
اس مادہ کو امکان[2] کہتے ہین یہہ ضد ضرورت اور اطلاق سے عام
ہے یعنی جو بالفعل ہے وہ ممکن ہے مگر جو ممکن ہے وہ بالفعل ہونا ضرور نہین

[1] اگرچہ بعض مبتدیون کے سمجھنے کے لئے زمانہ حال لکھا تا لفظ بالفعل کا مطلب ذہن نشین ہو مگر حقیقت مین زمانہ حال کی تخصیص نہین - بلکہ ایک اطلاق ہے جو ضد دوام ہے یعنے محمول موضوع سے منفک نہو اوس وقت تک ہو خیر دایم ہے - اس کو قوت حاصلہ بھی کہتے ہین مثلاً جب زید کو لکھنا آتا ہو لکھ سکتا کہ زید بالفعل کاتب ہے اگرچہ اوسوقت نہ لکھ رہا ہو - اور دوسرے یہہ ہین کہ زید کو قوت کتابت حاصل ہے

[2] یعنی سلب ضرورت جانب مخالف اور اطلاق و امکان مین یہہ فرق ہے کہ اطلاق قوت حاصلہ ہے

منطق مین ان چار ون سے اسی قدر بحث ہے کہ قضایا مین انھین چار ون
مین سے کوئی نہ کوئی جہت ضرور ہوگی۔ اور یہی چار ہین جو اصول جہات
ہین اور ان کے فروع حد حصر سے باہر ہین البتہ اکثریت کے لحاظ سے
اقسام ذیل مین منضبط ہین۔ کیونکہ جہت ذاتی ہوگی یا وصفی وقتی معین ہوگی
یا غیر معین بسیط ہوگی یا مرکب کیونکہ جب جہت کا یہہ مطلب ہے کہ موضوع
محمول سے کس جہت کے ساتھ متصف ہے تو یا موضوع کی ذات اس اتصاف
کی مقتضی ہوگی جیسے ذات انسان حیوانیت کی مقتضی ہے یا موضوع کی کوئی
صفت اوس کی مقتضی ہوگی۔ جیسے جب کسی چیز کو دیکھو تو تمھاری آنکھ کھلی ہوتی ہے
یعنی ذات موضوع مثلاً انسان مین ایک صفت دیکھنی کی ہے اور وہ اس
بات کی مقتضی ہے کہ دیکھنے کے وقت آنکھ کھلی رہے۔
علی ہذا کسی وقت تک متصف بمحمول ہوگا۔ اور وہ وقت معین ہوگا یا نہ ہوگا۔
مثلاً جس وقت چاند اور سورج مین زمین حایل ہوگی چاند گہنا یا نظر آوے گا
یعنی اوسی وقت معین تک اور جیسے کسی نہ کسی وقت انسان سانس لیا کرتا ہے
یعنی اوس وقت تک جو غیر معین ہے۔

اور امکان غیر حاصل ۱۲ منہ۔

قضایا موجبہ بسیطہ و مرکبہ ہوتے ہین۔

۱۔ **بسیطہ** ۔ وہ جسمین دو حکم مختلف با یجاب و سلب نہون یعنے ایک ہی قضیہ او ۔ ایک ہی حکم ہو ۔ عام اس سے کہ ایجابی ہو یا سلبی۔

۲۔ **مرکبہ** ۔ وہ جسمین دو حکم مختلف با یجاب و سلب ہون یعنے دو قضئے اور دو حکم ہون اسطرح کہ ایک ایجابی ہو دوسرا سلبی۔

اور مرکبہ کا موجبہ وہ قضیہ ہے جس کا جزو اول موجبہ ہو۔ اور اوسکا سالبہ وہ جس کا جزو اول سالبہ ہو۔

قضایائے مرکبہ حسب ذیل مرکب ہوتے ہین۔

۱۔ **مشروطہ خاصہ** ۔ مشروطہ عامہ اور مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے (جو کاتب جبتک لکھتا ہے ضرور متحرک الاصابع ہے مگر ہمیشہ نہین) اس کا پہلا جزو تو مشروطہ عامہ ہے مگر جزو ثانی (مگر ہمیشہ نہین) مطلقہ عامہ کیونکہ اس محل پر (مگر ہمیشہ نہین) کا یہ مفہوم ہے کہ (کوئی کاتب بالفعل متحرک الاصابع نہین) اور یہ مطلقہ عامہ کا مفہوم ہے۔

۲۔ **عرفیہ خاصہ** ۔ عرفیہ عامہ و مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔

۳۔ **وجودیہ لاضروریہ** ۔ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔

۴۔ وجودیہ لادایمہ۔ دو مطلقہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے جو موجبہ وسالبہ ہوتے ہین۔

۵۔ وقتیہ:۔ وقتیہ مطلقہ و مطلقۂ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔

۶۔ منتشرہ۔ منتشر مطلقہ و مطلقۂ عامہ سے مرکب ہوتا ہے۔

۷۔ ممکنہ خاصہ۔ دو ممکنہ عامہ سے مرکب ہوتا ہے جو موجبہ و سالبہ ہوتے ہین الغرض موجبہ مشروطہ خاصہ موجبہ مشروطہ عامہ اور سالبہ مطلقہ عامہ سے مرکب ہوگا اور سالبۂ مشروطہ خاصہ سالبہ مشروطہ عامہ اور موجبہ مطلقۂ عامہ سے اسی قیاس پر اور موجہات مرکبہ کے موجبے اور سالبے بنتے ہین۔

لواحق قضایا

ہر قضیہ کو دو طرح کے قضیہ لازم ہوتے ہین۔

الف وہ قضیہ جو صدق و کذب مین اپنے ملزوم کا مخالف ہو یعنی اصل سچا ہو تو یہ جھوٹا اور وہ جھوٹا ہو تو یہ سچا ہو۔

ب وہ قضیہ جو صدق و کذب مین اپنے ملزوم کا موافق ہو یعنی وہ سچا تو یہ سچا وہ جھوٹا تو یہ جھوٹا۔

قسم الف کو نقیض کہتے ہین اور قسم ب کو عکس اور قسم ب بھی [illegible]

ایک عکس مستوی دوسرے عکس نقیض۔

الف

ضد کو نقیض کہتے ہین۔ اور وہ دو قضیے جو ایک ساتھ نہ سچے ہون نہ جہوٹے ایک دوسرے کے نقیض ہین۔ جیسے (زید سوتا ہے) زید سوتا نہین ہے) نقیض تصدیقات مین وہ نسبت رکھتا ہے جو نسبت کہ نسبت تباین تصورات مین رکھتی ہے۔

تناقض نپایا جائیگا جبتک کہ **اتحاد و اختلاف** نہو۔ اور اتحاد سے مراد نسبت حکمیہ کا اتحاد ہے۔ اور نسبت حکمیہ مین اتحاد نہوگا جبتک ایک قضیہ کا موضوع محمول یا مقدم و تالی دوسرے قضیہ کا بعینہ یا بحکم بعینہ[1] نہو اور ہر ایک قضیہ کا موضوع محمول دوسرے قضیہ کا اوس وقت تک عین نہ ہوگا جبتک ایک دوسرے کا بجمیع قیود و اعتبارات عین نہو۔ اور قیود و اعتبارات ۶ ہین ۳۔ تابع موضوع ۳ تابع محمول۔

تابع موضوع - ۱۔ اتحاد شرط ایک قضیہ مین موضوع مشروط بشرط ہو تو

[1] بحکم بعینہ کے یہ معنی کہ موضوع محمول کے لفظ بعینہ و بجنسہ نہون بلکہ تو کچھ ہون تو ضرور ہے کہ ازروی معنی دونون مین نسبت تساوی پائی جاوے جیسے زید انسان ہے زید ناطق نہین ہے اس مثال مین اگرچہ محمول دونون

۳- **اتحاد کلیت و جزئیت** - جس قضیہ میں موضوع پر باعتبار اجزا

حکم ہو دونوں قضیوں کے موضوعوں کے اجزا میں اتحاد ہونا چاہیے جیسے

طوطا سبز ہے طوطا سبز نہیں ہے ان مثالوں میں ایک قضیہ میں کل اجزا اور دوسرے

میں بعض اجزا مقصود ہونگے تو تناقض نہ ہوگا یہ [illegible] کی جزئیت [illegible] ہے

تابع محمول ۱- تو دونوں جیسے زید میٹھا ہے۔ زید میٹھا نہیں ہے اگر اول

قضیہ میں [illegible] اور دوسرے میں [illegible] ہے تو تناقض نہوگا۔

۴- **اتحاد زمان** جیسے زید سوتا ہے۔ زید سوتا نہیں ہے۔ اول قضیہ

میں رات دوسرے میں دن مراد ہو تو تناقض نہوگا۔

اتحاد قوت و فعل جیسے زید کاتب ہے زید کاتب نہیں۔ یعنے یہ کہ ممکن ہے

زید کاتب ہو اور دوسرے میں فعلیت یعنے بالفعل کاتب نہیں تو تناقض نہوگا

اختلاف۔ اختلاف سے مراد اختلاف کیفیت و کمیت و جہت حکم ہے

۱- **کیفیت** - میں اختلاف نہوگا جب تک دونوں قضیے ایجاب وسلب میں

مختلف یا بحکم[1] مختلف نہوں گے۔

۲- **کمیت** قضایائے شخصیہ و مہملہ میں ایجاب وسلب کے اختلاف سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵)

کی وجہ سے ہو یا اسکے علاوہ کسی اور وجہ سے ہو ۱۲ منہ

[1] بحکم اختلاف کے یہ معنے کہ حرف سلب لفظاً نہو مگر دونوں قضیے کے ٹکڑوں میں معنوی تغایر ہو

حکم کا اختلاف ہوجائیگا - مگر محصورات مین اختلاف ایجاب و سلب کے علاوہ اختلاف
کمیت بھی ہونی چاہیے یعنے ایک قضیہ کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ ایک جزئیہ ہو تو
دوسرا کلیہ ہونا ضرور ہے کیونکہ موضوع محمول سے عام ہونیکی صورت مین
اختلاف کمیت نہو تو دونون قضیے سچے یا دونون جھوٹے ہوجائینگے جیسے بعض
جاندار آدمی ہین بعض جاندار آدمی نہین ہین دونون سچے ہین - جیسے سب
جاندار آدمی ہین کوئی جاندار آدمی نہین دونون جھوٹے ہین اگرچہ بعض دفعہ
اختلاف کمیت نہوتے ہوئے بھی ایک ساتھ دونون جھوٹے یا دونون سچے
ہوکر پائے جاینگے مگر قاعدہ عام وکلی ہونا چاہیے اسلئے اختلاف کمیت کی
شرط لگیگی -

۳- جہت - قضایاے موجہہ مین ان دونون اختلافون کے علاوہ
اختلاف جہت کی بھی شرط ہے - کیونکہ اختلاف جہت نہو تو ضرورۃ و امکان
کے مادہ مین دونون نقیض قضیے جھوٹے یا سچے ہونا لازم آئیگا جیسے ہر انسان
کاتب ہے بالضرور - کوئی انسان کاتب نہین بالضرور - دونون جھوٹے
ہین اور جیسے ہر انسان کاتب ہے بالامکان - اور کوئی انسان کاتب نہین

حاشیہ صفحہ (۶۶) جیسے زید کھڑا ہے - زید چل رہا ہے - دونون نقیض کیونکر ہین اگرچہ اختلاف
ایجاب و سلب بصورت سلب نہین ۱۲ منہ

بالامکان دونون سچے ہین

وقتیہ مطلقہ کا نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمۂ مطلقہ کا مطلقہ عامہ۔ اور مشروطہ عامہ کا حینیہ ممکنہ عامہ کا حینیہ مطلقہ۔ الغرض ضرورت نقیض امکان عام اور دوام نقیض اطلاق عام ہے مگر ذاتیت وصفیت وغیرہ کا لحاظ بھی مشروط ہے ضرورت ذاتی کا نقیض امکان ذاتی ہے۔ اور ضرورت وصفی کا امکان وصفی ضرورت وقت معین کا امکان وقت معین ضرورت وقت غیر معین کا امکان وقت غیر معین۔ علی ہذا القیاس دوام مین بھی ذاتی وصفی تفرقون کے بموجب نقیض لینا ہوگا۔ اور قضایاے مرکبہ کا آسان طریقہ یہہ ہے کہ وجہہ مرکبہ کی تحلیل کیجاے اور ہر ایک کا نقیض لیا جائے تو مفہوم ... یعنے مانعۃ الخلو ملیگا وہی اوس کا نقیض ہے۔ جیسے (جتنے آدمی ہین چلنے مین ضرور پاون ہلاتے ہین مگر ہمیشہ نہین) مشروطہ خاصہ ہے اس کی تحلیل کی گئی تو یہہ دو جزو ہوے ا۔ جتنے آدمی ہین چلنے مین ضرور پاون ہلاتے ہین) ۲ کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی پاون نہین ہلاتا اب ان کے نقیض لئے گئے یہہ مانعۃ الخلو بنا کہ (یا تو ممکن ہے آدمی چلنے مین پاون نہین ہلاتے یا ہمیشہ آدمی پاون ہلاتے ہین۔

ب

۱ عکس مستوی - قضیہ کا پہلا جزو دوسرا اور دوسرا پہلا بنا دیا جاے
اور ایجاب و سلب بحال رہے تو جو قضیہ بنتا ہے اوس کو عکس مستوی کہتے ہین
جیسے (انسان ناطق ہے - ناطق انسان ہی بنایا گیا - اس لیے یہ نمایہ سے
کہ اس بات کو معلوم کرین کہ محمول مین موضوع ہونے کی کہان تک صلاحیت ہے
عکس اپنے اصل کو لازم ہوگا یعنے جب اصل سچا مانا جاے تو وہ بھی سچا
مانا جائیگا - عکس تصدیقات مین بمنزلہ نسبت تساوی کے ہے قضایات مین -
منفصلات کا عکس ہوتا بھی ہے تو اوس کا کوئی معتد بہ فایدہ نہین یعنی اگر
(یہ عدد طاق ہے یا جفت) کہین یا (یہ عدد جفت ہے یا طاق)
دونون کا مآل ایک ہے - اسی طرح اتفاقیات کا عکس بھی معتبر نہین - جدول
ذیل سے معلوم ہوگا کہ کس کس کا عکس کس کس طرح ہوتا ہے اور
کس کس کا نہین -

[illegible]	نام اصل قضیہ	نام عکس قضیہ	وجہ مع مثال
	۲	۳	۴
	۱۔ وقتیہ مطلقہ ۲۔ منتشرہ مطلقہ ۳۔ مطلقہ عامہ ۴۔ وقتیہ ۵۔ منتشرہ ۶۔ وجودیہ لاضروریہ ۷۔ وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مثلاً نیک بندے ہمیشہ منکسر ہوتے ہیں مگر ہمیشہ نہیں) کا عکس (کسی نہ کسی وقت منکسر بندے نیک ہوتے ہیں مگر ہمیشہ نہیں) ہوگا مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ ہوگا کیونکہ مطلقہ عامہ کا یہ مفہوم ہے کہ جو ذات کسی نہ کسی وقت صفت موضوع سے متصف ہے وہ صفت محمول سے کسی نہ کسی وقت متصف ہو سکتی ہے اور جب اس کا عکس کیا جائے تو یہ ہوگا کہ جو ذات صفت محمول سے کسی نہ کسی وقت متصف ہوتی ہے وہ صفت موضوع سے بھی کسی نہ کسی وقت متصف ہوگی جیسے جو انسان ہے کسی نہ کسی وقت سانس لیتا ہے اس کا عکس یہ ہو سکیگا کہ بعض سانس لینے والے کسی نہ کسی وقت انسان ہوں اور جب ثابت ہو گیا کہ مطلقہ عامہ کا عکس مطلقہ عامہ ہے اور جو عام کو لازم ہے وہ خاص کو لازم ہے اسلئے ان کا عکس مطلقہ عامہ ہوگا۔
	۱۔ ممکنہ عامہ ۲۔ ممکنہ خاصہ	عکس نہ ہوگا	کیونکہ ممکنہ کا موضوع صفت موضوع سے بالفعل متصف ہوتا ہے اور صفت محمول سے بالامکان اگر اس کا عکس کیا جائے اور محمول موضوع بنے تو متصف بالامکان متصف بالفعل ہونا لازم آئیگا اور وہ خلاف مفروض ہے جیسے فرض کیا جائے کہ مرکوب زید بالفعل فرس ہے اور کہا جائے کہ (جو گدھا ہے مرکوب زید ہے بالامکان) تو اس کا عکس یہ ہوگا کہ (وہ بعض جو بالفعل مرکوب زید ہے گدھا ہے بالامکان) اور وہ غلط ہے کیونکہ وہ جو مرکوب زید بالفعل ہے وہ گدھا نہیں ہے بلکہ فرس ہے

باعتبار کمیت و جہت	نام قضیہ اصل	نام قضیہ عکس	وجہ مثال
۱	۲	۳	۴
	سالبہ کلیہ مشروطہ عامہ	سالبہ کلیہ	اسکی وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ واضح ہو کہ
	سالبہ کلیہ عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	قضیون مین جو عکس کیا گیا ہے بحسب ظاہر نظر ہے
			جو کلیہ قاعدہ بننے کے لیے اختیار کیا گیا ہے
			ورنہ اصول تحقیق کے رو سے ضروریہ کا عکس
			ضروریہ دائمہ کا دائمہ مشروطہ عامہ کا مشروطہ
			عامہ۔ عرفیہ عامہ کا عرفیہ عامہ ہو سکتے اور
			اس مین قدیما بدیدا اختلاف ہے جسکا بیان ذکر و بحث سے
	سالبہ کلیہ مشروطہ خاصہ	سالبہ کلیہ عرفیہ	کیون کہ مشروطہ عامہ و عرفیہ عامہ کے
	سالبہ کلیہ عرفیہ خاصہ	عامہ بقید	سالبے عرفیہ عامہ ہوے تو مشروطہ خاصہ
		لا دوام	و عرفیہ خاصہ کے عکس سالبے بھی عرفیہ عامہ ہونگے
			کیونکہ جو عام کو لازم ہے وہ خاص کو لازم ہے
			اور قاعدہ عام ہونیکے سلئے لا دوام کی قید بڑی
	سالبہ جزئیہ وقتیہ	ندارد	کیونکہ جب سوالب کلیہ کا عکس نہین آتا جزئیہ کا بطریق

جدول نمبر ۴ قیاس

موصل الی التصدیق

موصل الی التصدیق					نمبر
صوری یعنے طریقہ ترتیب و تالیف قیاس	قیاس منفرد	اقترانی		اقترانی حملی	۱
			اقترانی شرطی	دونوں متصلہ	۲
				دونوں منفصلہ	۳
				ایک حملیہ ایک متصلہ	۴
				ایک حملیہ ایک منفصلہ	۵
				ایک متصلہ ایک منفصلہ	۶
		استثنائی		استثنائی	۷
	لواحق قیاس			قیاس مرکب	۸
				قیاس خلف	۹
				استقرا	۱۰
				تمثیل	۱۱
مادی یعنے ماخذ ثبوت قیاسات	صناعات خمسہ	یقینیات جسکو برہان کہتے ہیں		اولیات	۱۲
				فطریات	۱۳
				مشاہدات	۱۴
				حدسیات	۱۵
				مجربات	۱۶
				متواترات	۱۷
		غیر یقینیات	جدل	مشہورات	۱۸
				مسلمات	۱۹
			خطابہ	مقبولات	۲۰
				مظنونات	۲۱
			شعر	مخیلات	۲۲
			سفسطہ	وہمیات	۲۳
	مغالطہ			من حیث صورت	۲۴
				من حیث مادہ	۲۵
	مبادی			موضوعات	۲۶
				علوم متعارفہ	۲۶
				اصول موضوعہ	۲۸
جزء سوم				مسائل	۲۹

له مثلاً اکو جوسطے سے معلوم تھا کہ سوتیو الا کسی ملک کو نہیں ستا۔ اور سب نے زید کو سوتیا پایا۔

قیاس۔ دو یا دو سے زاید قضیون سے ایک ایسی عبارت بنائے جائے
کہ جب اوس کو مان لین وہ اپنی ذات سے ایک تیسرے قضیئے کو بھی ماننے
کی مستلزم ہو تو اوسکو قیاس کہتے ہین جیسے (عالم متغیر ہے) ایک قضیہ ہے
جو متغیر ہے حادث ہے) دوسرا قضیہ اگر یہہ دونون مان لئے جائین
تو ایک تیسرا قضیہ (عالم حادث ہے) کو بھی ماننا لازم

اور ایک کلمہ کے نسبت جو زید در سونیکی حالت مین کہا گیا تہا یہ بحث پیش آئی کہ زید نے اوس کو اپنے کانون
سنا یا نہین۔ اور چونکہ ہمنے اوسوقت اوسکو سوتا دیکھا تھا کہہ سکتے ہین کہ زید نے اوس کلمہ کو نہ سنا اور
یون استدلال کر سکتے ہین کہ (زید سوتا تہا۔ اور جو سوتا ہے وہ سنتا نہین ان دونون مقدمون کا یہ
نتیجہ ہے کہ زید نے سنا نہین۔ مگر یہ دونون مقدمے مفت نہین بن سکتے بلکہ انکے بنانے مین دو امر
ملحوظ ہین۔ ۱۔ صورت ۲۔ مادہ۔

صورت جیسے مقدمہ اولی مین ایک ایسا جزیہ قایم کیا گیا جو مقدمہ ثانیہ کے حکم کے تحت مین تہا اور دوسرے
کا حکم زید تک بواسطہ سونے کے پہنچایا گیا جو سونا کہ سننے کے تیسرے مقید محکوم اور بطور ایک کلیہ کے تہا۔
پس مقدمہ ثانیہ کا یہ حکم مقدمہ اولی مین پہنچا جس نشست و ترتیب و ہیئت سے ہوا وہ ایک شکل ہے جسکو صورت قیاس
کہتے ہین۔

مادہ مقدمہ اولی مین زید کے سونیکا ثبوت بار مشاہدہ اور مقدمہ ثانیہ مین سونے والے کے نہ سننے کا ثبوت
اپنے تجربے سے ایک کلیہ بنا لینا ہے جس پر بنا کرکے ہم زید کے سونے اور سونے والے کے نہ سننے پر یقین کرتے
ہین پس بار مشاہدہ و تجربہ دو پہلا امر ہے جسکو مادہ قیاس کہتے ہین یہہ دونون جب مہیا ہوا اور اوس کو قیاس کی شکل
نے سنہ مین لاسکتے ہین الغرض صورت و مادہ مین لفظ و معنی کا فرق ہے۔ اور وجہ مشہور ہے کہ علوم
اکبر و یات مین اوس کا معنی بھی یہی ہے یعنے علوم مادہ الغیب مین مثلاً شیر خشت مجیب ہے ایک کلیہ
سے جو مطلب سکے وہ سے بنا ہوا ہے [illegible] استعمال کرتے مین۔

ہوتا ہے لہ

اصطلاحات

(۱) **مقدمہ**۔ اون دونون قضیون مین کا ہر ایک قضیہ جس سے نتیجہ نکلتا ہے جیسے

(عالم متغیر ہے) یا (جو متغیر ہے حادث ہے)

(۲) **نتیجہ**۔ وہ تیسرا قضیہ جو ان دونون مقدمات کے لوازم سے ہوتا ہے جیسے

(پس عالم متغیر ہے)

(۳) **اصغر**۔ نتیجہ کا موضوع جیسے مثلاً (عالم) مثال (عالم حادث ہے) مین۔

بقیہ حاشیہ

اور یہہ قیاس بناتے ہین کہ یہہ شیر خشت ہے اور جو شیر خشت ہے مجیب ہے
پس یہہ مجیب ہے۔ پس اسمین علی سبیل الکلیہ بطور کبری مستعمل ہوا۔ اور اس قیاس کا مراد اس سے
ہمین ہے علوم کی فواید کو معلوم کرنا اور یہہ سمجھنا چاہیئے کہ واقعات صغریات مین اور علوم کبریات۔ اور ہم صغریات
مین مبتلا ہین۔ جبتک کبریات ہم کو نہ ملینگے ہم نتیجون کو نہ نکال سکینگے اور تمتع متاع عالم علمی سے محروم رہینگے

لہ۔ اس تعریف مین چند قیود احترازی کے فواید تصریح طلب ہین۔

۱۔ دو یا دو سے زیادہ قضیون کی قید اسلئے لگائی گئی کہ ایک قضیہ اگرچہ مستلزم نقیض و عکس مستوی و عکس نقیض ہے مگر
یہان اون سے کوئی مطلب نہین۔ سے ہی قید زاید ہے اسلئے کہ قیاس دو ہین مفرد و مرکب۔ اور جو دو قضیون سے مولف ہو وہ مفرد
دو سے زیادہ ہو تو مرکب۔ ۲۔ (ایک ایسی عبارت) کی قید مین (ایسی) کی قید اسلئے ہے کہ بے جوڑ اور بے ربط عبارت
بنائی جانے جیسے عالم متغیر ہے اور زید سوتا ہے اس بے جوڑ عبارت سے کچھ فایدہ نہین بلکہ ایسی عبارت
ہونی چاہیے کہ حد اوسط پیدا ہو تا نتیجہ برآمد ہو سکے۔

۳۔ اور مکرر بیان ہین کی قید کا یہ فایدہ ہے کہ چہوٹے قضیون سے بنا ہوا قیاس بھی قیاس ہے

۴- اکبر- نتیجہ کا محمول جیسے لفظ (حادث) مثال (عالم حادث ہے) مین

۵) صغری- وہ مقدمہ جس مین اصغر ہو جیسے (عالم متغیر ہے)

۶) کبری- وہ مقدمہ جسمین اکبر ہو جیسے (جو متغیر ہے حادث ہے)

۷) حد اوسط- جو دونون مقدمون مین مکرر ہو جیسے لفظ (متغیر)

۸) قرینہ- ضرب- کلیت و جزئیت و ایجاب و سلب سے صغری کبری کا مقترن ہونا اور وہ

صورت ہیئتہ جو اوس سے پیدا ہوتی ہے

۹- شکل- وہ ہیئتہ جو حد اوسط کے وضع و حمل سے حاصل ہوتی ہے

۱۰) عقیم- وہ ضرب مین جن سے نتیجہ بر آمد نہین ہو سکتا

بقیہ حاشیہ

شامل ہے بشرطیکہ وہ جو ہے قضیہ مان لئے جائین - اور جس وقت قضایا مان لئے جائین تو وہ

مانے ہوے قضئے ایک تیسرے قضیہ کو جو اونکا مستلزم ہے منالیئنگے

قاعدہ ۔ سلب بنسبت ایجاب اور جزئیت بنسبت کلیت اخس اذل ہے

قاعدہ نتیجہ تابع اخس اذل ہوگا ۔ یعنے جس وقت صغری یا کبری مین سے کوئی ایک سالبہ ہو نتیجہ سالبہ اور کوئی ایک جزئیہ ہو تو نتیجہ جزئیہ نکلیگا اگرچہ دوسرا مقدمہ موجبہ یا کلیہ ہو ۔ اور جس وقت صغری کبری دونون کلیہ ہون نتیجہ کلیہ نکلیگا اور دونون موجبہ ہون تو موجبہ بجز ضرب اول و دوم شکل سوم اور ضرب اول ورابع شکل چہارم کے ۔ اگرچہ ان شرطون مین دونون مقدمے کلیہ ہین مگر نتیجہ برخلاف قیاس بحکم استقراء جزئیہ نکلتا ہے ۔

بقیہ حاشیہ

والا قیاس خارج ہو جاے ۔ واقف ہو کہ مبادی الحکمۃ آید و مین قید بذاتہ داخل تعریف قیاس نہین ہے لہذا وہ غلط ہے ۱۲ منہ

۵ کمیت و کیفیت مین کیفیت اشرف ہے ۔ کیونکہ کمیت دس ضربون کی عقیم ہونے کی باعث ہے اور کیفیت ۲۴ ضربون کو عقیم کر دیتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ چار شکلین ہین اور ہر ایک مین ۱۶ ضرب ہین اس حساب سے کل ضربین ۶۴ ہوئین انمین سے حسب تفصیل ذیل ۲۲ منتج ۴۲ عقیم ہین ۔

منتج و عقیم	شکل اول	دوم	سوم	چہارم	جملہ
منتج	۴	۴	۶	۸	۲۲
عقیم	۱۲	۱۲	۱۰	۸	۴۲

اور ان ۴۲ مین سے حسب ذیل کمیت کی وجہ سے ۱۴ اور کیفیت کے سبب سے ۲۸ عقیم ہوتے ہین ۔

کمیت یا کیفیت	شکل اول	دوم	سوم	چہارم	جملہ
کمیت	۴	۴	۲	۴	۱۴
کیفیت	۸	۸	۸	۴	۲۸

پس یہ شرافت کی یہ بڑی دلیل ہے اور کمیت مین کلیت اور کیفیت مین ایجاب اشرف ہے

شکلین چار ہین ۱- شکل اول جب حد اوسط صغری مین محمول اور کبری مین موضوع ہو

۲- " دوم جب دونون مین محمول ہو

۳- " سوم جب دونون مین موضوع ہو

۴- " چہارم برعکس شکل اول یعنے صغری مین موضوع کبری مین محمول

پس موجبہ کلیہ اشرف ہے اوس کے بعد سالبہ کلیہ اوسکے بعد موجبہ جزئیہ - اور سالبہ جزئیہ اخس از ہمہ
سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سے شریف ہونے کا یہہ سبب ہے کہ اوس مین کم وکیف سے مقابلہ آپڑا ہے - ؟
کم کیف سے اشرف ہے کیونکہ اور اس باعث سے کہ ایجاب مین صرف ایک شرف ہے کہ وجودی ہے
اسلئے عدمی یعنے سلبی سے اشرف ہوسکتا ہے بخلاف کلیت کے کہ اوس مین اشرفیت بوجوہ ہے -
(۱) کلیت اضبط ہے کیونکہ تمام افراد پر حاوی ہے اور اس وجہ سے ایک مقدار معلوم ہوسکتی ہے
اور جزئیت مین چونکہ افراد کی تعداد و مقدار نہین معلوم ہوتی کرور در کرور بھی ہوسکتے ہین ایک بھی
بھی اور اوس مین مضمون مہملیت ہے اسلئے جزئیہ سے اشرف ہے ۲- اخص ہے جزئیہ مین افراد غیر معین
و نامعلوم ہین بخلاف کلیہ کے کہ اوسکے افراد معین و معلوم ہین اسلئے اوس کو ایک خصوصیت ہے ۳- نافع
ہے کیونکہ اوسمین افراد معین پر حکم ہے اور منفعت کلیت پر منحصر ہے بخلاف جزئیہ کے اوس مین کچھ نفع
نہین کیونکہ افراد غیر معین پر حکم ہوا اور افراد غیر معین پر حکم کرنے سے احتمالات پیدا ہوتے ہین کہ یہہ فرد اس مین داخل ہے یا نہین
اور یہہ حکم اوس پر بھی ہوسکتا ہے یا نہین اور یہہ بات مستلزم تشکیک ہے جو معارض یقین ہے پس ظاہر
ہے کہ شرف کلیت بر جزئیت بوجوہ ہے بخلاف ایجاب کے کہ اوسکو سلب پر ایک ہی شرف ہے وہ یہہ کہ
وجود پر عدم کو تقدم ہے اور مانحن فیہ مین ما ہکا رعدم وجود دیر نہین البتہ کلیت و جزئیت پر ہے کیونکہ
حکم کے واقع ہونے سے بحث ہے وہ جس کیفیت سے ہو ہو البتہ کمیت افراد امر مہتم بالشان ہے پس سالبہ
کلیہ اشرف موجبہ جزئیہ پر ہوگیا ہے جیسے محصورہ کو مہملہ پر ہے کیونکہ جزئیت مشابہ مہملیت ہے اور یہہ کہ
قوت جزئیہ مین ہونے کا بھی یہی سبب ہے حقیقت مین جزئیت اسبہ رخصتین ہے جسکی خست کیا

شکل اول بدیہی الانتاج اور مطبوع طبیعت اور نظم طبعی پر ہے اوسکے بعد دوسری اوسکے
بعد تیسری مگر چوتہی بالکل نامطبوع ہے بعض متاخرین اوسکے بدیہی الانتاج ہونے
کے قایل ہین۔ اگر شکل ثانی مین کبری اور شکل ثالث مین صغری اور شکل رابع مین صغری
وکبری دونون کا عکس کرلیا جاے تو شکل اول بنجاتی ہے

۴۔ ان چارون شکلون مین نتیجہ دینے کے جدا جدا شرایط ہین یعنی کیفیت وکمیت وجہت
کی وجہ سے خاص صورتون کے سوا نتیجہ برآمد نہین ہوسکتا ازانجملہ اس مقام پر کیفیت
وکمیت کا بیان کیا جاتا ہے اور جہت مین بہت جہگڑے ہین اوسکا علحدہ بیان مختلطات
مین ہوگا

شرف بہی دور نہین کرسکتا بخلاف خست سلب سالبہ کلیہ جس کی شرافت کلیت خست سلب کو بہی دور کردیتی
اور اوسکو اپنی اشرفیت تامہ کے فیض سے ایجاب پر بہی شرف بخشتی ہے
الغرض انہی وجوہات سے ضرب اول شکل اس کا نتیجہ موجبہ کلیہ اور ضرب اول شکل دوم کا سالبہ کلیہ
اور ضرب اول شکل سوم کا موجبہ جزئیہ ہے اور ترتیب شرافت اشکال بہی اسی وجہ سے ہے اور یہی وجہ ہے
جو ضرب اول شکل اول موجبہ کلیہ وضرب ثانی سالبہ کلیہ وثالث موجبہ جزئیہ ورابع سالبہ جزئیہ ہے اور شکل
ثالث کا نتیجہ سالبہ کلیہ نہونے سے وہ شکل ثانی سے خسیس ہے اور عجب نہین شکل رابع بہی منتج سالبہ کلیہ ہونے سے
شمار اشکال مین رہی ورنہ اوسکی نامطبوعی جس پر منطقیون نے نفرت کیا ہے اور بعضون نے
چہوڑ چہاڑ دیا ہے ہرگز اس قابل نہتی کہ اشکال قیاس مین اوسکی گنتی کیجاتی ۔ ۱۲ منہ
فافہم وتفکر وان شئت فتشکر لعلک لا تجد فی غیر ہذا الکتاب بیان ہذا المسلک
مع ذلک فی الوضاحت والانضباط ۱۲ منہ

شرایط شکل اوّل

۱- ایجاب صغری ۲ کلیۃ کبری

۱- ایجاب صغری مین نہو گا تو اصغر اوسط مین نہ آئے گا مثلاً یون کہین کہ عالم متغیر نہین - جو متغیر ہے حادث ہے تو عالم پر حدوث کا حکم نہو سکے گا کیونکہ حادث وہ ہوتا ہے جو متغیر ہوا اور یہان تو عالم متغیر نہین ہے پس اوس کا حکم اوسپر نہ پہنچے گا -

---

ملہ اس مقام پر اعتراض ہوتا ہے کہ ایجاب صغری کی شرط بیکار ہے کیونکہ اصغر شامل و مندرج اوسط ہونیکے لئے ایجاب صغری کی ضرورت نہین جیسے (زید سوتا نہین ہے جو سوتا نہین ہے اوسکے حواس درست ہین) مین نتیجہ صحیح نکلتا ہے کہ زید کے حواس درست ہین البتہ تکرار اوسط کی ضرورت ہے اور اسکی بہی احتیاج ہے کہ دونون مکرر کی کیفیت متحد ہو وہ موجبہ تو یہہ موجبہ وہ سالبہ تو یہہ سالبہ اس کا جواب یہہ ہے کہ اس مثال مین صغری معدولۃ المحمول ہے ورنہ کوئی معنی کیونکہ کیفیت ایجاب و سلب صغری و کبری سے اوسط کو کوئی تعلق نہین - اوسط بجائے خود ایک قضیہ نہین بلکہ ایک قضیہ کا محمول اور دوسرے قضیہ کا موضوع ہے اگر صغری معدولۃ المحمول ہوتا تو کبری بہی معدولۃ الموضوع ہوتا پس جسطرح اس کا کبری سالبہ نہین صغری بہی نہین بلکہ دونون موجبہ ہین ۱۲ منہ

اس مین چونکہ ایجاب صغری کی شرط ہے اسلیے آٹھ ضربین سے منتج ہونگی وہ آٹھ عقیم یہ ہین

۱۔ صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ۔ موجبہ جزئیہ۔ سالبہ کلیہ۔ سالبہ جزئیہ

۲۔ " " سالبہ جزئیہ۔ " " " " " "

اور چونکہ کلیۃ کبری کی شرط ہے لہذا چار ضربین عقیم ہونگی۔

۱۔ کبری موجبہ جزئیہ موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ

" سالبہ جزئیہ

رہین چار ضربین وہ البتہ منتج ہین وہ یہ ہین

نام ضرب	شکل	مثال شکل	مثال نتیجہ	نام قضیہ نتیجہ
۱	۲	۳	۴	۵
اول	صغری و کبری موجبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے جو حیوان ہے جسم ہے	جو انسان ہے جسم ہے	موجبہ کلیہ
دوم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے کوئی حیوان پتھر نہین۔	کوئی انسان پتھر نہین	سالبہ کلیہ
سوم	صغری موجبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض انسان کاتب ہے جو کاتب ہے متحرک الاصابع ہے	بعض انسان متحرک الاصابع ہے	موجبہ جزئیہ
چہارم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض انسان سفید ہے جو سفید ہے سیاہ نہین	بعض انسان سیاہ نہین	سالبہ جزئیہ

شکل ثانی

شرایط انتاج

۱- کیفیت مین اختلاف دونون مقدمون کا ایجاب وسلب مین

۲- کمیت مین- کلیۃ کبری

ایجاب وسلب مین اختلاف نہوگا تو اس قیاس مین کہ کل انسان جاندار

ہین اور کل گھوڑے جاندار ہین یہہ نتیجہ نکلے گا کہ کل انسان گھوڑے ہین

اگرچہ بعض مواد مین صحیح بھی نکلتا ہے جیسے کل آدمی جاندار ہین کل بولنے

والے جاندار ہین نتیجہ کل آدمی بولنے والے ہین- یا کل آدمی جسم ہین-

کل جاندار جسم ہین نتیجہ کل آدمی جاندار ہین مگر منطق مین قواعد کلیہ ہوتے

ہین پس آٹھہ ضربین صحیح ہوئین یعنے وہ چار جس کے صغری کبری سالبہ

ہین اور وہ چار جو دونون موجبہ ہین-

اگر کلیت کبری مین نہوگی تو جب کبری موجبہ جزئیہ ہو اس مواد مین کہ کوئی

انسان گھوڑا نہین بعض حیوان گھوڑا ہے نتیجہ کاذب یعنے بعض انسان حیوان

نہین نکلیگا اور جب کبری سالبہ جزئیہ ہو اس مادہ مین کہ جو انسان ہے حیوان ہے بعض شے حیوان نہین) نتیجہ کاذب بعض انسان شے نہین برآمد ہوگا پس چار ضربین عقیم ہوئین دو ضربین ہین جس مین کبری کلیہ نہین۔ رہین چار ضربین

شکل جدول ذیل سے ظاہر ہوگا کہ اضربون مین منتج و عقیم کون کون ہین اور انکے کیا وجوہات ہین

نشان	صغری	کبری	منتج یا عقیم	وجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون موجبہ ہین
۲	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	" اور کبری کلیہ نہین ہے
۳	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ ایجاب و سلب مین اختلاف ہوا اور کبری کلیہ ہے
۴	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون موجبہ ہین
۶	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	" اور کبری کلیہ نہین
۷	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ ایجاب و سلب مین اختلاف ہے اور کبری کلیہ ہے
۸	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتھ کبری کلیہ ہے
۱۰	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۱۱	"	سالبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون سالبہ ہین
۱۲	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	" اور کبری جزئیہ ہے
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتھ کبری کلیہ ہے
۱۴	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کبری جزئیہ ہے
۱۵	"	سالبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ دونون سالبہ ہین
۱۶	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ دونون سالبہ ہین اور کبری جزئیہ ہے

وہ حسب ذیل ہین

جدول ضروب نتیجہ شکل ثانی

نام ضرب	شکل	مثال	نتیجہ	نام قضیہ نتیجہ
۱	۲	۳	۴	۵
ضرب اول	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے کوئی پتھر حیوان نہین	کوئی انسان پتھر نہین	سالبہ کلیہ
دوم	صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	کوئی پتھر حیوان نہین جو انسان ہے حیوان ہے	کوئی پتھر انسان نہین	سالبہ کلیہ
ا[illegible]	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض حیوان انسان ہین کوئی پتھر انسان نہین	بعض حیوان پتھر نہین	سالبہ جزئیہ
ا[illegible]	صغری سالبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض حیوان انسان نہین جو ناطق ہے انسان ہے	بعض حیوان ناطق نہین	سالبہ جزئیہ

شکل ثالث

شرایط انتاج

۱۔ بحسب کیفیت ایجاب صغری

۲۔ بحسب کمیت کسی ایک کا کلیہ ہونا

[illegible] صغری مین نہوگا تو جب کبری موجبہ ہوگا مثلاً کوئی انسان گھوڑا نہین اور جو انسان

[illegible] حیوان ہے مین کوئی گھوڑا حیوان نہین نتیجہ نکلیگا اور وہ غلط ہے جب سالبہ ہوگا

تو اس مادہ مین کہ کوئی انسان گھوڑا نہین اور کوئی انسان صاہل نہین ہین کوئی گھوڑا صاہل نہین نتیجہ نکلیگا حالانکہ کاذب ہے۔

کوئی بھی کلیہ نہوگا تو اس مادہ مین کہ بعض حیوان انسان ہے بعض حیوان فرس ہے نتیجہ نکلیگا کہ بعض انسان فرس ہے پس شرط ایجاب صغری کی وجہ سے آٹھ اور کسی ایک کے کلیہ ہونیکی شرط سے دو عقیم ہوین وہ وہ یہ ہے ۱۔ دونون جزئی اور کبری موجبہ ۲۔ دونون جزئیے اور کبری سالبہ اب رہے ۶ ضربین وہ البتہ منتج ہین چنانچہ

نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا سولہ ضربون سے کون کون منتج یا عقیم ہے اور اسکے کیا وجوہ ہین۔

نشان	صغری	کبری	منتج یا عقیم	وجہ
١	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ ہے اور ایک تو ضرور کلیہ ہے
٢	،،	موجبہ جزئیہ	منتج	صغری موجبہ بھی ہے اور کلیہ بھی
٣		سالبہ کلیہ	منتج	صغری موجبہ ہے اور ایک تو ضروری کلیہ ہے۔
٤	،،	سالبہ جزئیہ	منتج	صغری موجبہ ہے اور کلیہ
٥	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	صغری موجبہ ہے اور کبری کلیہ
٦		موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کوئی بھی کلیہ نہین
٧	،،	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ صغری موجبہ ہے اور کبری کلیہ
٨	،،	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کوئی بھی کلیہ نہین
٩	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ صغری موجبہ نہین
١٠		موجبہ جزئیہ	،،	،،
١١		سالبہ کلیہ	،،	
١٢		سالبہ جزئیہ	،،	،،
١٣	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	،،	،،
١٤	،،	موجبہ جزئیہ	،،	،، اور کوئی بھی کلیہ نہین
١٥		سالبہ کلیہ	،،	کیونکہ صغری موجبہ نہیں
١٦	،،	سالبہ جزئیہ	،،	،، اور کوئی بھی کلیہ نہین

جدول ذیل سے واضح ہے ؀

نام ضرب	شکل	مثال	مثال نتیجہ	نام قضیہ نتیجہ
۱	۲	۳	۴	۵
اول	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	کل آدمی جاندار ہین کل آدمی بولنے والے ہین	بعض جاندار بولنے والے ہین	موجبہ جزئیہ
دوم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	کل آدمی جاندار ہیں کوئی آدمی پتھر نہین	بعض جاندار پتھر نہین	سالبہ جزئیہ
سوم	صغری موجبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض حیوان انسان ہین کل حیوان حساس ہین	بعض انسان حساس ہین	موجبہ جزئیہ
چہارم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض حیوان انسان ہین کوئی حیوان پتھر نہین	بعض انسان پتھر نہین	سالبہ جزئیہ
پنجم	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ	کل انسان حیوان ہین بعض انسان کاتب ہین	بعض حیوان کاتب ہین	موجبہ جزئیہ
ششم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ جزئیہ	کل انسان حیوان ہین بعض انسان کاتب نہین	بعض حیوان کاتب نہین	سالبہ جزئیہ

شکل رابع

بحسب کیفیت وکمیت - ان دونون مین سے ایک ہر

یا تو دونون مقدمے موجبہ ہون اور صغری کلیہ یا ایجاب وسلب مین مختلف اور دونون مین سے ایک کلیہ

اگر یہ بشرط دو نہونگے اختلاف موجب عقیم پیدا ہوگا کیونکہ اگر صغری کبری دونون سالبے

ہونگے تو اس مادہ مین کہ کوئی انسان گھوڑا نہین - اور کوئی گدھا انسان نہین)

۔ ضرب اول و دوم مین گو دونون کلیہ ہین مگر نتیجہ جزئیہ نکلتا ہے اور یہ خلاف قیاس ہے ۱۲ منہ

نتیجہ صادق سالبہ نکلیگا کہ کوئی گھوڑا گدھا نہین اگر کبری یہہ ہو کہ (کوئی صاہل انسان نہین) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا کہ (جو گھوڑا ہے وہ صاہل ہے) اگر دونون موجبہ اور صغری جزئیہ ہو تو اسکا مادہ یہ ہین کہ (بعض حیوان انسان ہین) اور جو ناطق ہے حیوان ہے) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا یعنے (بعض انسان ناطق ہے) اگر کبری یہہ ہو کہ (جو گھوڑا ہے حیوان ہے) نتیجہ صادقہ سالبہ ہوگا کہ (بعض انسان گھوڑا نہین) اگر دونون ایجاب وسلب مین مختلف اور دونون جزئیے ہونگے تو اگر موجبہ صغری ہوگا تو اسکا مادہ یہ ہین کہ (بعض ناطق انسان ہے) اور (بعض حیوان ناطق نہین) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا کہ (بعض انسان حیوان ہے) اگر کبری یہہ ہو کہ (بعض گھوڑے ناطق نہین) نتیجہ صادقہ سالبہ ہوگا کا (بعض انسان گھوڑے نہین) اگر موجبہ کبری ہو اسکا مادہ یہ ہین کہ (بعض انسان گھوڑے نہین) اور (بعض حیوان انسان ہین) نتیجہ صادقہ موجبہ ہوگا کہ (بعض گھوڑے حیوان ہین) اگر کبری (بعض ناطق انسان ہین) ہو تو نتیجہ صادقہ سالبہ ہوگا کہ (بعض گھوڑے ناطق نہین)

جدول ذیل سے ظاہر ہوگا کہ سولہ ضربون مین عقیم و منتج کون کون ہین اور اوس کے کیا وجوہات ہین

جدول ضروب نتیجہ شکل چہارم

نشان ضرب	ترتیب شکل	مثال مقدمات	مثال نتیجہ	نام نتیجہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶
اول	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے جو کاتب ہے انسان ہے	بعض حیوان کاتب ہے	موجبہ جزئیہ	دونون مقدمے کلی ہین مگر نتیجہ جزئیہ نکلا کیونکہ یہ ضرب اکل مستثنے ہے
دوم	صغری موجبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ	جو انسان ہے حیوان ہے بعض ماشی انسان ہے	بعض حیوان ماشی ہے	ایضاً	
سوم	صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ کلیہ	کوئی انسان پتھر نہین جو کاتب ہے انسان ہے	جو پتھر ہے کاتب نہین	سالبہ کلیہ	.
چہارم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ کلیہ	جو انسان ہے حیوان ہے جو پتھر ہے انسان نہین	بعض حیوان پتھر نہین	سالبہ جزئیہ	یہ بھی مستثنیٰ ہے
پنجم	صغری موجبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ	بعض انسان کاتب ہے کوئی پتھر انسان نہین	بعض کاتب پتھر نہین	سالبہ جزئیہ	
ششم	صغری سالبہ جزئیہ کبری موجبہ کلیہ	بعض انسان کاتب نہین جو ضاحک ہے انسان ہے	بعض کاتب ضاحک نہین	؍؍	.
ہفتم	صغری موجبہ کلیہ کبری سالبہ جزئیہ	جو انسان ہے حیوان ہے بعض سفید انسان نہین	بعض حیوان سفید نہین	؍؍	.
ہشتم	صغری سالبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ	کوئی پتھر انسان نہین بعض جماد پتھر نہین	بعض انسان جماد نہین	؍؍	

مختلطات

شکل اوّل مین بحسب جہت یہ شرط ہے کہ صغریٰ مین جہت امکان نہ ہو ورنہ اصغر اوسط مین مندرج نہ ہوگا جیسے جو حمار ہے مرکوب زید ہے بالامکان جو مرکوب زید ہے فرس ہے بالضرورہ مین نتیجہ برآمد نہین ہوتا اس روسے ۱۵×۱۵=۲۲۵ مین ۳۰ عقیم اور ۱۹۵ منتج ہین ۔

نوٹ متعلقہ صفحہ (۹۲)

نشان	صغریٰ	کبریٰ	منتج یا عقیم	وجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ دونون موجبہ ہین و صغریٰ کلیہ ہے ۔
۲	"	موجبہ جزئیہ	منتج	ایضاً
۳	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ کیفیت مین مختلف ہین اور ایک تو ضرور کلیہ ہے
۴	"	سالبہ جزئیہ	منتج	ایضاً
۵	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	عقیم	کیونکہ صغریٰ جزئیہ ہے ۔
۶	"	موجبہ جزئیہ	"	"
۷	"	سالبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتھ ایک کلیہ ہے ۔
۸	"	سالبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ کوئی کلیہ نہین
۹	سالبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ کیف مین مختلف اور ایک تو ضرور کلیہ ہے ۔
۱۰	"	موجبہ جزئیہ	منتج	ایضاً
۱۱	"	سالبہ کلیہ	عقیم	کیف مین اختلاف نہین ۔
۱۲	"	سالبہ جزئیہ	"	"
۱۳	سالبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	منتج	کیونکہ اختلاف کیف کے ساتھ ایک کلیہ ہے ۔
۱۴	"	موجبہ جزئیہ	عقیم	کیونکہ ایک بھی کلیہ نہین
۱۵	"	سالبہ کلیہ	"	کیونکہ کیف مین اختلاف نہین
۱۶	"	سالبہ جزئیہ	"	ایضاً

رہی یہ بات کہ نتیجہ مین کون جہت ہوگی اسکا قاعدہ یہ ہے کہ نتیجہ مین وہی جہت ہوگی جو کبری مین ہے بشرطیکہ کبری مشروطہ عامہ وخاصہ وعرفیہ عامہ وخاصہ نہو (جیسے زید کاتب ہے بالفعل اور جو کاتب ہے انسان ہے بالضرور۔ زید انسان ہے بالضرور) اور اگر کبری ان چارون مین سے کوئی ایک ہوگا تو نتیجہ مین صغری کی جہت ہوگی (جیسے زید کاتب ہے بالفعل۔ جو کاتب ہے متحرک الاصابع ہے بالضرور۔ زید متحرک الاصابع ہے بالفعل) اگر صغری مین قید لادوام ولاضرورۃ ہو (جیسے زید کاتب ہے بالفعل مگر ہمیشہ نہین جو کاتب ہے جبتک لکھتا ہے متحرک الاصابع ہے بالضرور۔ زید کاتب ہے بالفعل) محذوف ہوگی ورنہ اس مادہ مین کہ (جو انسان ہے ضاحک ہے مگر ہمیشہ نہین اور جو ضاحک ہے جبتک ضاحک ہے حیوان ہے) مین نتیجہ کاذبہ نکلیگا کہ (جو انسان ہے حیوان ہے مگر ہمیشہ نہین) اسیطرح کبری سے زیادہ ضرورت صغری مین ہو (جیسے زید کاتب ہے بالضرور۔ جو کاتب ہے جبتک لکھتا ہے متحرک الاصابع ہے بالدوام زید جبتک لکھتا ہے متحرک الاصابع ہے بالدوام) تو محذوف ہوگی مگر لادوام ولاضرورت کبری (جیسے زید کاتب ہے بالضرور۔ جو کاتب ہے وقت کتابت متحرک الاصابع ہے بالدوام مگر ہمیشہ نہین زید وقت کتابت متحرک الاصابع ہے بالدوام مگر ہمیشہ نہین) نتیجہ مین بحال رہیگی

مزید توضیح کے لئے جدول ذیل کو دیکھنا چاہئے۔

کبریٰ / صغریات	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ	ضروریہ	دائمہ	ضروریہ لادائمہ	دائمہ لادائمہ
دائمہ	دائمہ	دائمہ	دائمہ لادائمہ	دائمہ لادائمہ
مشروطہ عامہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ
مشروطہ خاصہ	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
عرفیہ خاصہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ عامہ	عرفیہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
وجودیہ لادائمہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ
وجودیہ لاضروریہ	مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ	وجودیہ لادائمہ	وجودیہ لادائمہ
وقتیہ	وقتیہ مطلقہ	مطلقہ وقتیہ	وقتیہ مطلقہ لادائمہ	وقتیہ مطلقہ لادائمہ
منتشرہ	منتشرہ مطلقہ	مطلقہ منتشرہ	منتشرہ مطلقہ لادائمہ	مطلقہ منتشرہ لادائمہ

شکل ثانی مین دو شرطین ہین جسکی ہر شرط دو باتون پر مشتمل ہے -

(۱) یا تو صغریٰ ضروریہ یا دائمہ ہو یا کبریٰ اون چھہ قضایا میں سے ہو جنکے سوالب منعکس ہوتے ہین یعنی (۱) ضروریہ (۲) دائمہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) مشروطہ خاصہ

(۵). عرفیہ عامہ (۶) عرفیہ خاصہ ۔

(۲) اگر صغریٰ ممکنہ ہووے تو ضرور ہے کہ کبریٰ ضروریہ ہو یا مشروطہ عامہ یا خاصہ ۔ اگر کبریٰ ممکنہ ہووے تو ضرور ہے کہ صغریٰ ضروریہ ہو ۔

اور نتیجہ دائمہ ہوگا اگر صغریٰ یا کبریٰ مین دوام یا ضرورت[1] ہو اگر کسی مین دوام نہ ہو تو نتیجہ مین صغریٰ کی جہت ہوگی اور قید ضرورت مطلقہ وضرورۃ وصفیہ وضرورت وقتیہ ولا دوام ولا ضرورت ہو تو محذوف ہوگی ۔

---

[1] کیونکہ ضروریہ ہوگا تو اس مثال مین کہ کوئی گدہا گھوڑا نہین بالضرورۃ اور جو مرکوب زید ہے گھوڑا ہے بالضرورۃ مین نتیجہ یہ نکالا جائیگا کہ کوئی گدہا مرکوب زید نہین ہے بالضرورۃ تو غلط ہوگا اس وجہ سے کہ ہر گدہا مرکوب زید ہونا ممکن ہے اور جب امکان پایا گیا تو ضرورت نہ رہی ۱۲ منہ

تو جہت کبری جہت نتیجہ ہوگی۔ اگر ان چارون مین کوئی ایک کبری ہو تو نتیجہ عکس صغری ہوگا۔ اور بعد عکس لا دوام باقی رہے تو حذف کیا جائیگا مگر کبری مشروطہ عامہ و عرفیہ عامہ ہوگا تو نتیجہ مین بھی لا دوام کی جہت ہوگی۔

صغریات / کبریات	مشروطہ عامہ	عرفیہ عامہ	مشروطہ خاصہ	عرفیہ خاصہ
ضروریہ	حینیہ مطلقہ		حینیہ لا دائمہ	
دائمہ				
مشروطہ عامہ				
عرفیہ عامہ				
مشروطہ خاصہ				
عرفیہ خاصہ				
مطلقہ عامہ	مطلقہ عامہ		وجودیہ لا دائمہ	
وجودیہ لا دائمہ				
وجودیہ لا ضروریہ				
وقتیہ				
منتشرہ				

شکل رابع کی پانچ شرطین ہین۔

(۱) قیاس مین ممکنہ کا نہونا صغریٰ ہو یا کبریٰ[1]۔

(۲) اگر صغریٰ یا کبریٰ سالبہ ہو تو سوالب منعکسہ (یعنی ۱ ضروریہ۔ ۲۔ دایمہ۔ ۳۔ مشروطہ عامہ۔ ۴۔ مشروطہ خاصہ۔ ۵۔ عرفیہ عامہ۔ ۶۔ عرفیہ خاصہ) مین سے کوئی نہ کوئی ہو۔

(۳) ضرب ثالث کے صغریٰ مین صدق دوام ہو یعنی ضروریہ ہو یا دایمہ یا کبریٰ ضرب ثالث مین عرفیہ عامہ کا صدق ہو یعنی ستہ منعکسۃ السوالب مین سے کوئی نہ کوئی ہو۔

(۴) ضرب سادس مین کبریٰ قضایاے ستہ منعکسۃ السوالب سے ہو۔

(۵) ضرب ثامن کا صغریٰ مشروطہ خاصہ یا عرفیہ خاصہ ہو اور اوسکے کبریٰ مشروطہ عامہ ہون یا عرفیہ عامہ اور نتیجہ ضرب اوّل و دوم مین اگر صغریٰ ضروریہ مطلقہ یا دایمہ مطلقہ ہو یا قیاس ستہ منعکسۃ السوالب سے ہو عکس صغریٰ ہوگا ورنہ مطلقۂ عامہ۔

---

[1] ورنہ اس مادہ مین کہ جو مرکوب زید ہے فرس ہے بالضرور اور جو حمار ہے مرکوب زید ہے بالامکان خاص نتیجہ موجبہ کاذب ہوگا کہ بعض فرس حمار ہے بالامکان اور اگر کبریٰ بدلدیا جائے کہ جو صاہل ہے مرکوب زید ہے نتیجہ موجبہ صادق ہوگا کہ بعض صاہل فرس ہے بالامکان۔

اور ضرب ثالث مین اگر دونون مقدمون مین سے کسی مقدمہ مین دوام صادق ہو یعنی ضروریہ یا دایمہ ہو تو نتیجہ دایمہ ہوگا ورنہ صغری کے عکس کے مانند ہوگا۔

اور ضرب رابع وخامس مین اگر کبری ضروریہ مطلقہ یا دایمہ مطلقہ ہو تو دایمہ ہوگا ورنہ عکس صغری کے مانند ہوگا اور عکس صغری مین قید لادوام ہو تو تخلف ہوگی۔

اور ضرب سادس مین شکل ثانی کے مانند بعد عکس صغری۔

اور ضرب سابع مین شکل ثالث کے مانند بعد عکس کبری۔

اور ضرب ثامن مین عکس نتیجہ بعد عکس ترتیب کے مانند۔

ذیل کے جدولون سے ہر ایک شکل کے جہات نتایج معلوم ہون گے اور چونکہ یہہ شکل نہایت نامطبوع ہے اور اس کا کام ہرگز نہین پڑتا اس لئے بڑے بڑے کتابون مین بھی اسکا ذکر نہین اور اُس قدر بھی اوس کی صراحت نہین جس قدر ہمنے کی ہے۔

جدول اقسام قیاس اقترانی شرطی

نشان	نام قسم	مثال
۱	صغریٰ کبریٰ دونوں متصلہ	جب آدمی سوتا ہے اوسکے حواس معطل ہوتے ہیں جسکے حواس معطل ہوتے ہیں وہ دیکھتا سنتا نہیں پس آدمی جب سوتا ہے دیکھتا سنتا نہیں ۔
۲	دونوں منفصلہ	مادہ جوہر ہے یا عرض ۔ جو عرض ہے یا عرض عام ہے یا عرض خاص مادہ یا جوہر یا عرض عام یا عرض خاص ۔
۳	ایک حملیہ ایک متصلہ	اگر یہ انسان ہے تو ناطق ہے جو ناطق ہے حیوان ہے ۔ اگر یہ انسان ہے تو حیوان ہے ۔
۴	ایک حملیہ ایک منفصلہ	زید زندہ ہے جو زندہ ہے یا سوتا ہے یا جاگتا پس زید سوتا ہے یا جاگتا ہے ۔
۵	ایک متصلہ دوسرا منفصلہ	اگر یہ لفظ فعل ہے تو اوسکے معنے میں زمانہ ہوگا اور جو زمانہ ہے یا ماضی ہے یا مستقبل ہے یا حال اگر یہ لفظ فعل ہے تو اوسکے معنی میں زمانہ ماضی ہوگا

قیاس استثنائی

وہ قیاس ہے جسکا عین یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور ہو ۔ جیسے (یہ عدد زوج ہے یا فرد ہے ۔ لیکن یہ زوج ہے تو فرد نہیں لیکن یہ فرد ہے تو زوج نہیں) اور اوسکو حرف استثنا ہونیسے استثنائی کہتے ہیں ۔ اس کے بھی دو شرطیں ہیں

(۱) شرطیہ متصلہ ہو یا منفصلہ موجبہ ۔

(۲) شرطیہ کلیہ ہو کیونکہ اتفاقیہ سے نتیجہ برآمد نہیں ہوتا ۔ اگر جملہ متصلہ میں

وضع مقدم سے نتیجہ وضع تالی اور رفع تالی سے نتیجہ رفع مقدم نکلتا ہے۔ جیسے اگر
یہ شخص انسان ہے تو جاندار ضرور ہے لیکن انسان تو ہے۔) نتیجہ یہ کہ جاندار ضرور
ہے۔ اسمین وضع مقدم منتج وضع تالی ہوا۔ یا لیکن جاندار تو نہین ہے۔ نتیجہ یہ کہ انسان
نہین ہے۔ اسمین رفع تالی منتج رفع مقدم ہوا۔ گر تالی مقدم سے عام ہو تو نتیجہ نہ نکلیگا
جیسے لیکن انسان تو نہین یا لیکن جاندار تو ہے۔ اور منفصلۂ حقیقیہ مین ہر جز کا وضع دوسرے
کے رفع کا منتج ہے اور بالعکس مثلاً یہ عدد طاق ہوگا یا جفت لیکن جفت ہے نتیجہ یہ کہ طاق
نہین یا لیکن طاق ہے نتیجہ یہ کہ جفت نہین۔ یا لیکن جفت نہین نتیجہ یہ کہ طاق ہے۔
یا لیکن طاق نہین نتیجہ یہ کہ جفت ہے۔ اور مانعۃ الجمع مین ہر جز کا وضع دوسرے کے
رفع کا منتج ہوگا۔ مگر بالعکس نہین یعنی رفع منتج وضع نہ ہوگا۔ مثلاً یہ پتھر ہے یا درخت
لیکن پتھر ہے نتیجہ یہ کہ درخت نہین یا لیکن درخت ہے نتیجہ کہ پتھر نہین مگر رفع کی صورت
مین منتج وضع نہ ہوگا جیسے لیکن پتھر تو نہین اسوقت یہ نتیجہ نہ نکلیگا کہ درخت ہے
یا لیکن درخت نہین تو یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ پتھر ہے کیونکہ دونون مین انفصال حقیقی نہین
علی ہذا القیاس مانعۃ الخلو مین ہر ایک کا رفع دوسرے کے وضع کا منتج ہوگا مگر عکس نہین

قیاس مرکب

قیاس مرکب قیاس مفرد سے مرکب ہوتا ہے اور وہ دو طرح پر ہے۔

۱۔ موصول النتائج۔ وہ جسکے نتائج ہر قیاس میں مذکور ہوں جیسے جو (ا) ہی وہ (ب) ہے اور جو (ب) ہے وہ (ج) ہے پس جو (ا) ہے وہ (ج) ہے پھر جو (ا) ہے وہ (ج) ہے اور جو (ج) ہے وہ (د) ہے پس جو (ا) ہے وہ (د) ہے پھر جو (ا) ہے وہ (د) اور جو (د) ہے وہ (ھ) ہے پس جو (ا) ہے وہ (ھ) ہے۔

۲۔ مفصول النتائج۔ وہ جسکے نتائج مذکور نہ ہوں جیسے جو (ا) ہے وہ (ب) ہی اور جو (ب) ہے وہ (ج) ہے اور جو (ج) ہے وہ (د) ہے اور جو (د) ہے وہ (ھ) ہے۔ پس جو (ا) ہے وہ (ھ) ہے اس قیاس کی ضرورت اوس وقت ہوتی ہے جب مطلوب قیاس مفرد سے حاصل نہ ہو بلکہ بطرز بالا ترکیب دیکر حاصل کرنیکی ضرورت ہو۔

قیاس خلف

جو مطلوب کہ اس کے نقیض کو باطل کرکے ثابت کیا جاتا ہے اوسکو قیاس خلف کہتے ہیں۔ یہ قیاس اقترانی و استثنائی سے مرکب ہوتا ہے جیسے اگر یہ نہیں کہ جو انسان ہے وہ گدھا نہیں تو یہ ہوگا کہ جو انسان ہے وہ گدھا ہے اور جو گدھا ہے وہ ناہق ہی پس انسان بھی ناہق ہے لیکن انسان ناہق نہیں تو جو انسان ہے گدھا نہیں ثابت کرنا تھا کہ جو انسان ہے وہ گدھا نہیں اور اس طرح ثابت کیا گیا کہ اوس کی نقیض

کو ہمنے باطل کیا اس طریق پر کہ ایک صادق مقدمہ یعنی جو گدھا ہے وہ ناہق ہے کو کبری بنایا اور یہ نتیجہ نکالا کہ جو انسان ہے وہ ناہق نہین تو نتیجہ نکل آیا کہ جو انسان ہے وہ گدھا نہین۔ وھو المطلوب

استقرا

استقرا حکم کل کو کہتے ہین جو وجود اکثر سے ہوتا ہے یعنی ایک بات اکثر یہ پائی گئی اور ہمنے اوسکو کل کا حکم دیا اور کلیہ باندھ دیا پس جو حکم کہ تمام اجزا مین ہوگا وہ استقرا نہ ہوگا۔ بلکہ قیاس ہوگا جو مقسم ہے اور اوسکو استقرا بھی اسی لئے کہتے ہین کہ اوسکے مقدمات تلاش و تجسس جزئیات سے ملتے ہین جیسے جو حیوان ہے کھانیکے وقت اوسکے نیچے کا جبڑا حرکت کرتا ہے اور یہ حکم تمام انسانون بہایم سباع کو دیکھکر لگایا گیا یہ حکم مفید یقین نہین کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی جزئی اوسکے خلاف ہو جیسے (مگر) جسکو فارسی مین نہنگ عربی مین تمساح کہتے ہین۔

تمثیل

استدلال ایک جزئی کا دوسرے جزئی پر کسی امر مشترک کی وجہ سے ہو یعنی دو جزئیون مین ایک سی بات پائی جائے اور دونون مین سے ایک کسی حکم سے محکوم

ہو اور دوسرے کو بھی اوسی بات کی وجہ سے اوس حکم سے محکوم کریں تو اوسکو اصطلاح منطق میں تمثیل اور فقہ میں قیاس اور کلام میں استدلال بالشاہد علی الغائب کہتے ہیں اور اول کو فرع ثانی کو اصل اور امر مشترک کو علۃ جامعہ سے تعبیر کرتے ہیں تمثیل کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ دوران یعنی امر مشترک جس وقت پایا جائے حکم پایا جائے۔ اور جب وہ نپایا جائے حکم نپایا جائے۔ جیسے حکم حرمت شراب کہ جب تک مسکر ہے حرام ہے اور جب سرکہ ہونیسے سکر جاتا رہتا ہے حکم حرمت بھی جاتا رہا۔ اور جیسے عالم کو مکان کے قیاس پر حادث ٹھہرایا اس طرح کہ مکان مولف ہے اور جو مولف ہو حادث ہے بس مکان حادث ہے اور یہی تالیف عالم میں پائی جاتی ہے۔ تو اس امر مشترک کی وجہ سے عالم حادث ہے۔

۲۔ تردید۔ جسکو تقسیم و سبر بھی کہتے ہیں۔ اوصاف اصل کو معلوم کرکے اوسکے بعض کو باطل کرنا۔ تا بعض باقی امر مشترک ٹھہرے جیسے حدوث مکان کی علۃ یا وجود ہے۔ یا امکان یا تالیف اس میں سے وجود علۃ حدوث نہیں۔ کیونکہ واجب و ممکن و قدیم و حادث سب میں وجود ہے ازان قبیل امکان نہیں کہ عقول مجردہ قدیمہ بھی ممکن ہیں۔ رہی تالیف البتہ علۃ حدوث اور امر مشترک

اور علت تامہ ہے۔ واضح ہو کہ تمثیل مفید ظن ہے۔ کیونکہ وہ مورد احتمالات ہے۔

صناعات خمسہ

مواد قیاس جسکو صناعات خمسہ کہتے ہیں پانچ ہیں۔

۱- برہان۔ وہ قیاس ہے جسکے مقدمات[1] سب یا یقینی ہوں۔ اور یقین وہ

---

[1] یہ مقدمات عقلیہ ہونگے یا نقلیہ عقلیہ جیسے عالم ممکن ہے اور جو ممکن ہے اوسکو سبب ہے پس عالم کو سبب ہے۔ نقلیہ جیسے تارک مامور عاصی ہے کہ خدا نے فرمایا۔ افعصیت امری۔ اور جو عاصی ہے مستحق نار ہے کیونکہ خدا نے فرمایا وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ۔ پس تارک مامور مستحق نار جہنم ہے یا بعض نقلی اور بعض عقلی ہوں جیسے غسل عمل ہے اور جو عمل ہے نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ بقول حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِنَّمَا الاعمال بالنیات پس غسل نیت کے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ معتزلہ اور جمہور اشاعرہ کہتے ہیں کہ نقل مفید قطع و یقین نہیں کیونکہ ہم مخبر کے الفاظ کا جو معنی کرتے ہیں اوس کا وہی معنی ہونے پر کیا دلیل ہے۔ اور مخبر کی مراد اون الفاظ سے وہی ہونیکا کیا ثبوت ہے۔ امر اول کے لئے نحو و صرف و لغت میں عصمت کذب کا ثبوت ضرور ہے امر ثانی میں ان باتوں کا اطمینان ہونا چاہئے کہ معانی منقولہ مشترک و مجاز نہیں ہیں اور جو کچھ ہمنے سمجھا ہے اوسکا بعض موافق مراد متکلم اور بعض مخالف نہیں اور کسی دوسرے زمانہ میں مخبر کے جانب سے نسخ اور ایسا تغیر نہیں ہوا جو تقدیم و تاخیر کلام سے ہوتا ہے اور یہ معارض عقلی نہیں جسکی تاویل کیجاتی ہے جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی پھر جب یہ سب باتیں نہیں کیونکر یقین کیا جائے اور قطعی مانا جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب احتمالات باطل اور از قبیل سفسطہ ہیں کیونکہ صرف و نحو و لغت متواتر ہیں اور قرینہ سے متکلم کا ارادہ معلوم ہوتا ہے رہا احتمال معارض وہ تو احتمال ہی احتمال ہے اور ہم کب کہتے ہیں کہ نقل صرف غیر مستمد بعقل بھی مفید یقین ہے کیونکہ وہ مستلزم دور یا تسلسل ہے کہ صدق ناقل

اعتقاد جازم ہے جو واقع کے مطابق[سلہ] اور ایسا ثابت ہو جو تشکیک مشکک سے زائل و
مشکوک نہ ہو سکے اور حاکم کو اوس کے خلاف پر حکم دینے کا امکان نہ ہو۔ برہان دو
تقسیمون پر منقسم ہے اول بلحاظ طرفین دوم بلحاظ وسط۔ تقسیم اول کی چھ قسمین ہین۔

۱۔ **اولیات** وہ قضایا جنکے طرفین کے تصور کے ساتھ ہی عقل اوسپر جزم کرے
عام اس سے بدیہی ہون جیسے کل جز سے بڑا ہے یا نظری جیسے ممکن مرجح کا
محتاج ہے۔

۲۔ **فطریات** وہ قضایا ہین جنکے طرفین کے تصور کے ساتھ ہی وسط متصور ہو
مثلاً (چار جفت ہے) ایک ایسا قضیہ ہے جسکے طرفین متصور ہوتے ہی یہ متصور

تتمہ حاشیہ صفحہ (۱۰۹)
نقل صدق مخبر پر موقوف ہوا اور وہ نقل پر بخلاف اس کے جب عقل سے مستفاد و مستند ہو تو
نقل صرف نہ رہے گی۔ اس بحث کو ہم اپنے علم کلام و اصول فقہ کے رسالون مین کرین گے
انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

سلہ اس تعریف مین مطابق واقع کے قید سے جہل مرکب خارج ہوا۔ کیونکہ جہل مرکب وہ
یقین ہے جو واقع کے مطابق نہو اور ثابت کی قید سے تقلید خارج ہوئی جس مین ثبوت
نہو اسلئے نہین۔ پس یقین اعتقاد مطابق و ثابت ہے۔ جو شک سے زائل نہین ہوتا۔ اور
اوراس کے خلاف پر حکم نہین دیا جا سکتا۔ ۱۲ منہ۔

ہوتا ہے۔ کہ چار منقسم بمتساوین ہے اور جو منقسم بمتساوین ہے
وہ جفت ہے۔

۳۔ مشاہدات وہ قضایا جس مین عقل حواس ظاہری و باطنی کے وساطت
سے جزم کرے اوس کی دو قسمین ہین۔

۱۔ حسیات وہ قضایا جس مین باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ کے
ذریعہ سے حکم ہو۔ جیسے (یہ مبصر ہے دلیل یہ کہ یہ ملون ہے اور جو ملون ہے
مبصر ہے پس یہ مبصر ہے۔

۲۔ وجدانیات وہ قضایا جس مین حس مشترک۔ خیال۔ وہم۔ مدرکہ
حافظہ کے توسط سے حکم ہو۔ جیسے (مجھے ضعف ہے) دلیل یہ کہ مجھے بھوک
پیاس ہے اور جسکو بھوک پیاس ہے اوسکو ضعف ہے پس مجھکو ضعف ہے۔

۴۔ حدسیات وہ قضایا جس مین عقل قراین مفید علم کو مشاہدہ کرکے
حدس کے واسطے سے حکم کرے جیسے نور قمر شمس سے مستفاد ہے۔

۵۔ تجربیات وہ قضایا جس مین بار بار کے مشاہدہ کی وجہ سے قیاس خفی
کے انضمام کے ساتھ عقل حکم کرے جیسے سقمونیا مسہل ہے۔

۶۔ متواترات وہ قضایا جس مین ایسی جماعت کی خبر ہو۔ جنکا کذب پر متفق

ہونا عقلاً محال ہو۔[۹]

تقسیم دوم بھی دو قسم پر ہے۔ اوّل لمی۔ وہ برہان ہے جس میں اوسط ذہن اور خارج
میں علت حکم ہو جیسے یہ متعفن الاخلاط ہے اور جو متعفن الاخلاط ہے محموم ہے پس یہ
محموم ہے۔ کیونکہ تعفن اخلاط حرارت تپ کی علت ذہنی ہے اور اسی طرح خارج میں بھی ہے۔

دوم انی وہ برہان جس میں اوسط صرف ذہن میں علۃ حکم ہو جیسے یہ محموم ہے اور جو محموم ہے
متعفن الاخلاط ہے پس یہ متعفن الاخلاط ہے کیونکہ حمی اگرچہ ذہن میں تعفن اخلاط کی علت
ہے مگر خارج میں نہیں۔

پس علیت حکم لمی میں علی الاطلاق ہے اور انی میں مقید تفہیم اور جو کہا جاتا ہے کہ معلول
سے علت طرف استدلال کرنا انی ہے اور علت سے معلول طرف لمی فقط یہی بات
نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اوسط اکبر کا معلول یا علۃ جو کوئی ہو لمیت کے لئے ضرور ہے کہ اوسط
اصغر میں اکبر کے وجود کی علت ہو جیسے جو جسم ہے مؤلف ہے اور جو مؤلف ہے اسکو
موجِد ہے لمی ہے۔ حالانکہ اوسط معلول اکبر ہے مگر وہ اصغر میں وجود اکبر کی علۃ ہے

---

[۹] تواتر میں ۳ امر ہونا ضرور ہے۔ ۱ ب راویوں کی تعداد یہاں تک ہو کہ خبر کو یقینی
بنا دے ۲ ہر طبقہ میں راویوں کی تعداد مساوی یا قریب مساوی ہو۔ ۳ ختم خبر
محسوس ہو اسکی تفصیل ہم اپنے رسالہ علم کلام واصول میں کریں گے۔

یعنی مولَف بالفتح سبب پڑا ہے واسطے ثبوت مولِف بالکسر کے جسم مین۔ اور یہ ضرور نہین کہ اکبر نفسہ ثابت ہو یعنی مثال مذکور مین اگرچہ اکبر یعنی مولف بالکسر نفسہ ثابت نہین ہوتا ہو مگر اصغر کے لئے تو اکبر کا ثبوت ہے یعنی جسم کے لئے تو ایک تالیف دینے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور جسکی یہ شان ہو کہ اکبر کو اصغر کے لئے ہونا ثابت کردے وہ برہان لمی ہوگی ورنہ انی ہے[1]

ب۔ جدال۔ جدال کی یہ غایۃ ہے کہ خصم سے الزام نہ اوٹھائے یعنی جدلی مشہورات

---

[1] خلاصہ کلام یہ کہ اس دلیل سے اگرچہ ایک معین تالیف دینے والیکا موجود ہونا ثابت نہین ہوتا اور نہین کہا جا سکتا کہ فلان شخص نے اس جسم کو تالیف دی ہے مگر یہ بات ضرور ثابت ہوجاتی ہے کہ ہر جسم کے لئے ایک تالیف دینے والا ضرور ہے اور جس مین فقط اتنی سی بات اور ایسا ثبوت ہو وہ برہان لمی ہے یعنی سبب اوسکے اکبر اصغر کے لئے ثابت ہوجانے وہ لم ہے عام اس سے کہ اکبر اوسط کی علۃ ہو یا معلول چنانچہ اس مثال مین مولَف بالفتح جو اوسط ہے مولِف بالکسر اکبر کا معلول ہے با این لم ہے کیونکہ وہ علت پڑا ہے اس بات کے ثبوت کا کہ ہر جسم کو ایک مولف کا ہونا ضرور ہے پس اوسط علت ہونا چاہئے مگر کس کی اوسکی کہ اکبر اصغر کے لئے واقع مین ثابت ہے خواہ ایسا نہین و لان ہے جیسا ہے اوسط معلول اکبر ہو یا علۃ اور چاہئے کہ اکبر نفسہ ثابت ہو یا نہو۔ اور جب اصغر کے لئے اکبر کا ثبوت نہ ہوا وہ ان ہوگیا۔ اور جب ثابت ہوا لم ہوا۔ اوسکو اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ رہی یہ بات کہ ثبوت نفسہ اور ثبوت للاصغر مین کیا فرق ہے۔ بڑا فرق ہے ثبوت ... صغری ثبوت الکل ہے کیونکہ وہ مطلق ضروری و کبری اوثبوت اکبر للاصغر ہے ایک مولف ہو جسکو ثابت کردیتا ہے مگر ثبوت نفس اکبر یعنی مولف کہ فلان ہے۔ ہر جسم کا مولف ہے ایک علیحدہ بات ہے جسکے ثبوت وعدم ثبوت سے لمیت وانیت کو سروکار نہین وہ ہو

سائل و معترض ہو اوسکی غرض یہ ہے کہ خصم کو الزام دے اور جب مجیب ہو اپنی رائے کی حفاظت کرے اور یہ بھی ہے کہ جو شخص مقدمات برہان سے قائم ہے وہ اوسپر ثابت کرے۔

جدال دو قسم پر ہے۔ ۱ مشہورات۔ جو باتین مشہور ہوتی ہین رایون کے مطابقت سے مشہور ہو جاتی ہین اور عامہ خلق اوسکے معترف ہوتے ہین اور اوس مین یا تو مصلحت عامہ ہوتی ہے۔ جیسے عدل اچھا ہے ظلم برا ہے اسکا یہ قیاس بنتا ہے کہ دیا اچھا ہے کیونکہ یہ عدل ہے اور جو عدل ہے اچھا ہے پس یہ اچھا ہے یا رقت قلب مرکوز ہو جیسے مواسات فقرا بہتر ہے یہ بات بہتر ہے کیونکہ اس مین مواسات فقرا ہے جسمین مواسات فقرا ہے وہ بہتر ہے۔ پس یہ بہتر ہے۔ یا انفعالات خلقی شرائع و آداب و اخلاق سے جیسے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۱۳)
چاہے نہ ہو لم کو ان ان کو لم نہین بنا سکتا۔ کیونکہ لم کو لم بنانا ثبوت اکبر للاصغر پر موقوف ہے کیا معنی کہ اگر اوسطنے اکبر کو اصغر کے لئے بنا لیا اور ثابت کر لیا تو لم ہوگیا ورنہ ان کا ان رہا۔ جواب استدلال ان لم سے رتبہ مین گرا ہوا ہے۔ پس دلیل وجود صانع کو انی سمجھنے والے اس فرق ان و لم کو سمجھ لین۔ تا اوس لمی کو انی کہنے سے بچے رہین۔ والتوفیق من اللہ۔ ۱۲ منہ

کشف عورت مذموم ہے طاعت محمود ہے یا انفعالات مزاجیہ جو مزاج و عادات
کے تابع ہین جیسے جانورون کے ذبح کی برائی ہنود کے پاس عام اس سے
کہ صادق ہون یا کاذب صادقہ جیسے یہ مردود ہے کیونکہ تارک ہے اور جو تارک ہے
مردود ہے پس یہ مردود ہے۔ کاذبہ جیسے یہ برا ہے کیونکہ یہ پاک ہے اور جو پاک
ہے وہ برا ہے۔ پس یہ برا ہے۔

عادات و امزجہ کو اعتقادات مین بڑا دخل ہے اور ہر قوم مین مشہورات ہین جیسے
نحویون مین فاعل مرفوع ہے شعرا مین امرء القیس فصیح ہے شائیون مین مقولات دس
ہین اور مشہورات و اولیات مین التباس ہوتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ مشہورات حق
و باطل ہو سکتے مین اولیات یہ نہین ہو سکتے اور اولیات مین بالاتفاق حکم
ہوتا ہے مگر مشہورات مین مصالح دافعہ امن بھی مخفی رہتے ہین اگر شرائع و عقل
نہ ہوتی مشہورات اولیات سے ملتبس ہو کر بہت خرابی پیدا کرتے

۲۔ مسلمات یہ وہ قضایا ہین جنکو بحث کرنے والے فریق تسلیم کرلین
یعنی ایک فریق دوسری فریق کی بات کو مانکر بحث کرے یا کسی اہل صناعت
کے مسلمہ ہون عام اس سے کہ صادق ہون یا کاذب جیسے فقہا کا مسلمہ کہ امر
وجوب کے لئے ہے پس جو قیاس کہ صرف مشہورات یا مسلمات یا دونون کے

ترکیب سے مرکب ہوگا۔ اوسکو جدال کہتے ہین۔

ج۔ خطابت وہ قضایا جو بوجہ حسن اعتقادی مقبول ہون خوارق و

وغیرہ سے جسکو مقبولات کہتے ہین باستثناے ماخوذات انبیا کیونکہ

یقینی ہین یا مظنونات جس مین تجویز نقیض کے ساتھ رجحان ظن ہوتا۔

فلان چور ہے کیونکہ شب گرد ہے اور جو شب گرد ہے چور ہے اور

و تجربیات و متواترات کہ حد جزم کو نہ پہنچے ہون وہ بھی مظنونات مین داخ

اور خطابت کی غایۃ و غرض یہ ہے کہ امور معاش و معاد مین ترغ

و ترہیب سے نفع و ضرر حاصل کیا جاے جیسے واعظین و خطبا کرتے ہین

(د) شعر تالیف مخیلات یعنے خیال بندی تاکہ قبض و بسط مین نفس متاثر ہو

عام اس سے کہ مسلمہ ہون یا غیر مسلمہ صادقہ ہون یا کاذبہ جیسے خمر یاقوتیہ سیا

ہے اور شہد کڑوی قے آور ہے تاشراب کے طرف میلان ہو

کیونکہ نفس خیال کا فرمان پذیر ہے اور اوزان لطیف باعث انبساط ہو کر

مایل کرتے ہین۔

(ھ) سفسطہ یہ لفظ سوفا و اسطا سے مرکب ہے۔ سوفا کے معنے حکمت

اسطا کے تلبیس یعنے حکمت وہمیہ مزخرفہ اور یہ ایسے جھوٹے قضایا ہوتے ہین

اور حیوان **جنس** ہے پس انسان جنس ہے فاسد ہے کیونکہ کبریٰ میں دو کلیہ
پایا جاتا تو کاذب ہوتا ہے **مادّہ** وہ جس میں مقدمات کاذبہ مشابہ صادقہ ہوں یہ کذب بسبب
صورت ہوگا یا معنی۔ صورتاً جیسے صورت منقوش کی مثال گذری۔ **معنی** جیسے ہر انسان و فرس
وہ انسان ہے اور ہر انسان و فرس ہے وہ فرس ہے پس بعض انسان فرس ہے اسمیں
غلطی یہ ہے کہ دونوں مقدموں کا موضوع موجود نہیں کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان
اور فرس دونوں کا مجموعہ ہو یا مصادرہ علی المطلوب جیسے ہر انسان بشر ہے اور ہر بشر
ضاحک ہے پس ہر انسان ضاحک ہے یہ غلطی ہے کیونکہ انسان و بشر دونوں ایک ہیں۔

تعلیقہ ۱۱۵۸

قطعہ تاریخ از مصنف غفر اللہ ذنوبہ

ختم کردم کتاب منطق را — حامداً شاکراً لِلّذی التوفیق
مدح گوی و صلوٰۃ خوان سلام — بر نبی ولیکہ ہر اوست حقیق
باز ہر شی بجست سال ختام — گفت طبع شفیق و فکر رقیق
ہندیش بختیاری توفیق — عیسوی سنہ افاضت تدقیق ۱۸۹۹
ہجریش صورت تحقیق ۱۳۱۷ — سنہ فصلی تصور و تصدیق ۱۳۰۹

بالخیر